© rasailojaraid.com

مباحثہ لودہانہ

تمہید

لودیانہ

اور نہ فتوی د

اولی العزمی و

کے خادم و معتقد

اس دفعہ

...ے۔ بیان ہو چکا ہے۔ کہ کادیانی علمائے اسلام سے **مباحثہ** کرنا ہرگز منظور نہیں۔ پھر یہ چھیڑ چھاڑ

...ہے ؟ **وہ غرض** صرف یہ ہے کہ مباحثہ کی امید و انتظار میں وقت ٹلے۔ اور کچھ دنوں

...ہے۔ اور عام اہل اسلام کے روبرو اسکی قلعی نہ کھلے۔

...نے ایسی **شروط** مباحثہ کو **آڑ** بنایا۔ جنکے ناممکن الوقوع ہونے سے مباحثہ کا وقوع ملتوی ہوتا

رہا۔ ایسی شروط کوا... کی مجمل بنیہ جواب فیصلہ آسمانی کادیانی ہلے۲ جلد ۱۴ مین بصفحہ ۵۳ ہو چکی ہے۔ ...اسنے آٹھ دفعہ پیش کیا اور مباحثہ کو

ٹلایا۔ بمکان وضات سو ساتوین دفعہ اُسنے شرط کو پیش کیا۔ تو ہمنے انکو مان لیا۔ اور بمقام لودہانہ کادیانی کے گھر ہو کر اُسکو پکڑا۔ اور

مباحثہ کرنے پر مجبور کیا۔ اور ہمارا اور اسکا مباحثہ ۲۰۔ جولائی سنہ ۹۱ء کو شروع ہوا۔ اور بارہ دن تک ہوتا رہا۔ جنمین تین دن

خاکسار اسکے مکان پر جاتا رہا۔ پھر نو دن۔ اسکو خاکسار کی فرود گاہ پر مجبوراً آنا پڑا۔ مگر چونکہ وہ بمجبوری۔ اور ہماری طرف

سے شروط کی منظوری۔ اور خاص اسکے مکان پر حضوری کی سبب مباحثہ مین پہنس گیا تھا۔ اور دل سے اسکو مباحثہ

ہرگز منظور نہ تہا۔ اور اسکی شروط کا قلعہ پہلے سے ٹوٹ چکا تھا۔ لہذا اس مباحثہ سے جان چھوڑانے اور اپنے کفریات کی پردہ

دری کو ٹلانے کے لئے پہلے تو اسنے **یہ حیلہ** نکالا۔ کہ خروج از مبحث اختیار کیا۔ جو بات اس سے پوچھی گئی تھی کہ "صحیح بخاری

و صحیح مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہیں یا نہیں" اسکا جواب صاف ندیا۔ اور بارہ دن تک فضول اور غیر متعلق اِدہر اُدہر کی باتون مین

کو ٹلایا۔ اور یہ خیال کر لیا کہ اصل بات کا جواب ندیا جائیگا۔ تو فریق ثانی جو ہماری طرح بیکار نہین خود بخود تنگ آکر ...

کر چلا جائیگا۔ مگر جب اِن باتون کا عام لوگون مین نقل و مراسلت کے ذریعہ سے اشتہار ہو گیا۔ اور اس سے آپکی بے علمی **موف**

اعتقادی کا **حال** اور بھی **کھلنے** اور چارون طرف سے آپ پر قہقہ اڑنے لگا اور یہ امر آپکے امرتسر و لاہور کے حواری مین **بحث**

تو آپکے ایک **امرتسری** چھپے حواری نے جسکا ذکر خیر فتوی کے صفحہ ۱۲۴ یا ۱۴۴ مین ہو چکا ہے۔ آپکو خط ... **بلباس جبہ و دستار**

ان سوالات و جواب مین تو تم ذلیل ہو رہے رہو۔ فریق ثانی تمکو حیران و خراب کر رہا ہے۔ اور ...ن سے

اسکا مقصود ہے۔ اس بحث کو جلد بند کرو۔ ورنہ اور زیادہ ذلیل ہوگے۔ تو آپ ... آسمین ... ترقی ہین یہ میرے وہ

بحث کی درخواست کر دی۔ اور یہ بات کہدی۔ کہ آپنے بہت کچھ لکھ لیا ہمنے بھی لکھ لیا بد یا ختم کرنا چاہتا تو سب سے

ہین "۔ اسکے بعد آپ وہان سے بھاگے۔ جیسے شیر سے ... بھاگتا ہے مگر از راہ کمال جرات نے اور مجلس سے بھاگ کھڑے ہونے کے

جانے کے **وجوہات** آپنے **اشتہار یکم اگست سنہ ۹۱ء** اور اپنے **ازالہ** مین بیان کئے ہین ... کے ساتھ انہونے

اول یہ کہ خاکسار نے اپنی تحریرات کی نقلین دوسرے کی قلم سے لکھوا کر جنکے دینے کی شرط ٹھہر چکی تھی ... نہ سے ہر ایک قسم

نہین۔ **دوم**۔ انکی تحریرین پڑہی جانے کے وقت خاکسار نے کچھ زبانی در بیان ... حالانکہ یہ مقرر ہو چکا تھا۔ کہ تحریر ... تعلق رکھنے والے

پڑھنے کے وقت دوسرا فریق کچھ نہ بولے۔ **سوم** خاکسار نے جو ... غیر مہذب الفاظ کہے۔ اس حالت ... عاجز کو ان کے

خطرناک کو دیکھکر اپنے جلسہ کو برخاست کیا۔ ان **وجوہات** کا جواب ہمارے اشتہار یکم اگست مین ادا ہو چکا

خلاصہ اس مقام مین عرض کیا جا...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے تحریر اُس شخص کی طرف سے ہو۔ جو کسی مسئلہ مین بحث کرنا چاہے۔ پرچہ سوال و جواب چار پر ہون یا جسقدر برعایت مساوات ہو وہی
صاحب پسند کرین۔ یا جب تک اس امر کا فیصلہ ہو۔ کسی کے خانگی امور کے متعلق کوئی اعتراض نہو۔ اسکے سوا کوئی شرط نہین
ہوئی۔ نہ یہ کہ اصلی دستخطی تحریرات دکھاوین۔ نہ یہ کہ بوقت قرأت تحریر اسکے کسی لفظ یا مضمون کے متعلق استفسار نہو۔ نہ غیر
مہذب الفاظ کے وقوع مین آنے یا نہ آنے کی کوئی شرط ہوئی گو یہ امر تہذیب کے لیے لازمی ہے اور انسانی اخلاق کا مقتضے ہے
کادیانی نے ان شروط کے بیان مین جھوٹ بولا ہے۔ اور انکی خلاف ورزی کا الزام بھی ناحق دیا ہے۔ اِسطرف سے نہ شرط مسلم کا خلاف
ہوا۔ اور نہ کلمات غیر مہذبہ کا صدور ہوا۔ **دوسرا جواب ان وجوہات کا یہ ہے۔** کہ فرض کیا اور مان لیا کہ یہ تینون شرطین مقرر ہو چکی
تہین۔ اور انکا خلاف فریق ثانی سے ہوا۔ مگر یہ دیکھنا اور بتانا چاہیے۔ کہ کس دن اور کس جلسہ مین فریق ثانی نے ان شروط کا خلاف کیا۔ اور کس
اور کسدن آپنے مباحثہ چھوڑ کر فرار اختیار کیا۔ **اسکا جواب آپکے ازالہ کے صفحہ** ۸۵۸ وغیرہ مین یہی پایا جاتا ہے۔ کہ پہلے ہی دن شروط کا خلاف
شروع ہو گیا تھا۔ آپ فرماتے ہین کہ اللہ تعالٰے خوب جانتا ہے۔ کہ وہ (یعنے خاکسار) ایکدن بھی شرائط مقررہ پر قائم نہین رہ سکے
پھر اس مخفی بیان کو ضمیمہ ہوتہ کی تفصیل مدلل کیا۔ پس اگر اس جلسہ کے موقوفی کے موجب یہی وجوہات ہوتی تو گیارہ دن تک مباحثہ کیا
جاری رہتا اور خاص بارہوین دن کیون موقوف ہوتا۔ بارہوین دن تک اسکا جاری رہنا صاف بتارہا ہے کہ اس مباحثہ کی موقوفی کا
یہ وجوہات نہین ہین۔ بلکہ وہ اور ہی سبب ہے جو ہمنے بیان کیا ہے۔ اور یہ وجوہات محض جھوٹے اور بناوٹی عذرات ہین۔ آپ اگر یہ کہین
صفحہ ۸۵۸ وغیرہ مین جو ہمنے خلاف ورزی شروط کا ابتدا ہی سے شروع ہونا بیان کیا ہے۔ اسمین ہمنے جھوٹ بولا ہے اور اسپر قسم
جھوٹی کھائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ان شروط کا خلاف بارہوین دن ہوا تب مباحثہ موقوف کیا گیا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر بارہوین دن ان شروط
کا خلاف ہوا ہے۔ **تو بھی** ضروری ہے کہ وہ بعد انعقاد جلسہ اور بوقت قرأت تحریر اخیر کادیانی ہوا ہوگا۔ اور درخواست موقوفی مباحثہ کو تو آپ
ہی سے گھر سے لکھ لائے تھے۔ پھر کوئی عاقل صاحب ہوش و حواس سلیمہ یہ کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ اس موقوفی مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شرط جو بعد
جو بعد تحریر درخواست موقوفی و انعقاد مجلس قرأت تحریر وقوع مین آیا تھا کیا ایک چیز کا سبب جو وجود مین پیچھا در اسچیز کا جو وجود مین پہلے متحقق
ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہین پس آپکا درخواست موقوفی مباحثہ کو گھر سے لکھ کر لانا۔ اور بقول فرضی آپکے ہمارا خلاف شروط کا پیچھے مرتکب ہونا ہی صاف بتاتا ہے۔ کہ موقوفی
مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شروط نہین ہے۔ بلکہ اور ہی سبب ہے۔ جو بیان ہوا ہے یہ آپکو فقرہ کا جواب ہے۔ **اب یہ بیان کیا جاتا ہے۔** کہ اس مباحثہ مین غرض
اور شروط سابقہ کا جنکو آپ صحیح اور واجب التعمیل سمجھکر پیش کرتے رہے ہین۔ **خلاف آپ ہی نے کیا ہے۔** اور آپ ہی نے **عہد و پیمان** کو توڑ دیا اور
مباحثہ سے فرار صرف اپنی عجز اور ظہور بے علمی و بد اعتقادی کے سبب سے اختیار کیا ہے۔ جو حسب تفصیل ذیل ہے (۱) جب آپنے اپنی کسی تحریر کو پڑھا
تو اسکے ساتھ زبانی بھی تشریح کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ [illegible] ق و صداقت کہ آپ بھی معترف ہین اس بیان
کی تصدیق ہمارے اشتہار یکم اگست کی پشت پر تحریر کر چکے ہین۔ (۲) تحریر سوال و جواب کے وقت آپنے شرط مساوات وقت کا جسکو آپ نے
پانچوین دفعہ پیش کیا تھا۔ لحاظ نہین کیا۔ ہمنے آپکی تحریرونکا جواب منٹون مین دیا۔ اور آپنے ہماری تقریرونکا جواب گھنٹون ... ہماری آخری تحریر نصف
آپکے سامنے چار پانچ گھنٹہ مین لکھی گئی۔ اور نصف آپکے وکیل محتسب کے سامنے اسی قدر عرصہ مین لکھی گئی گو آپکے نقل کرانے مین اور بھی توقف ہوا مگر
اسکا جواب چار روز مین لکھا۔ اور اپنا اصلی مسودہ غیر مبیضہ پیش کیا جسکی تصدیق آپکا ایک ... تعداد اصلی مسودہ ... سکتی ہے (۳) تحریر
جواب کے وقت آپنے کتابون سے مدد لی۔ آیات قرآن تک ایک حافظ سے پوچھکر اور خاکسار کی ... مین اپنی یاد سے لکھی گئین ... اسی دفعہ تحریر مین
حفظ کر چکے تہے۔ کہ کتابون سے مدد نہ لیجاوے۔ آپنے اس شرط کو توڑا۔ تو ہمنے بھی نقل کتابون کی طرف رجوع کیا (۴) ہماری آخری تحریر نصف
لکھی جا چکی تو آپنے اس شرط کا جواب ... مباحثہ ... سامنے سوال و جواب لکھے
گھر سے کچھ لکھ کر نہ لاوین توڑ دیا۔ اور یہ سوال کیا۔ کہ فریقین اپنے اپنے گھر مین تحریرات کرین۔ جسکو اس شرط سے منظور رکھا گیا کہ ہر ایک فریق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[illegible] فریق ثانی کے سامنے تحریرات [illegible] ہماری طرف [illegible] عمل ہوا اور یا بی نصف

[illegible] گواہ کے وکیل کے سامنے ایک [illegible] ہر ایک صفحہ پر انکا دستخط کرا لیا گیا۔ مگر آپ اس شرط کو بھی توڑا اور اپنے حرم سرا میں چھپکر

اپنی تحریر کو لکھا۔ اسپر بذریعہ تحریر آپ پر اعتراض کیا گیا۔ تو آپنے اپنی خط مورخہ یکم اگست ۱۸۹۱ء میں بہ عذر بدتر از گناہ کیا کہ آپکے آدمی کو کہا گیا تھا کہ جسطرح تمہاری

مرضی ہو لکھا جاوے اسنے منظور کیا کہ میں باہر بیٹھتا ہوں آپ گھر میں بیٹھکر لکھیں۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ آپکا معاہدہ جسسے ہوا تھا نہ ہمارے آدمی سے

[illegible] اسکے فسخ کرنے کا اختیار اسکو ہرگز نہ تھا۔ (۵) اسی مباحثہ کی شرطوں میں مقرر ہو چکا تھا کہ جب تک ہو پرچہ پیش شدہ کا تصفیہ نہو تحریرات فریقین جاری [illegible]

فریقین اپنی اپنی تحریر کی نقل [illegible] مقابل کو دی۔ آپنے اس شرط کا بھی خلاف کیا۔ اور اپنی آخری تحریر کی نقل دینے سے انکار کیا اور مباحثہ کو بلا فیصلہ و اتمام موقوف

[illegible] پہلے تو انہوں سب کے سامنے یہ وعدہ کیا کہ ہم نقل آپکے پاس بھیجدینگے جو شاید خوف حاضرین مجلس سے ہوا تھا اور دلمیں اسکی ایفا کا قصد نہ تھا۔ اور جب دوسرے دن بذریعہ

[illegible] نقل کا آپ سے مطالبہ ہوا تو [illegible] عدہ کے ساتھ نقل دینے سے انکار کیا کہ تمنے شروط مقررہ کا جلسہ میں خلاف کیا تھا۔ اسلئے تمہارا اب یہ حق نہیں ہے کہ تم کو نقل دیجاوے

بحکم دروغ گو را حافظہ نباشد [illegible] بقول آپکے ہمنے شروط کو توڑا تھا تو پہلے ہی دن سے توڑا یا خاص تحریری جلسہ میں وعدہ نقل دینے سے پہلے توڑا تھا اور وعدہ

[illegible] کے بعد ہوا۔ پھر وہ وعدہ اس [illegible] مقدم سے کیونکر واجب الایفا نہ رہا۔ اور نیز بحکم اسی مثل مشہور ازالہ کے صفحہ ۶۶۳ میں اس نقل نہ دینے کی یہ وجہ کیوں بیان کی

اس حالت میں یہ عاجز بحث تمہیدی [illegible] ختم کر چکا تھا۔ تو پھر مولوی صاحب کو تحریر جواب کا کیوں موقع دیا جاتا۔ اگر وہ جواب تحریر کرتے تو پھر میری طرف سے بھی جواب الجواب چاہیے تھا۔

اس سے یہ سلسلہ کب اور کیونکر ختم ہوتا۔ [illegible] بیان کے وقت آپنے یہ بھی نہ سوچا کہ تمہیدی بحث کو ختم کرنیکا صرف آپکو اختیار نہ تھا جبتک آپکا مخاطب جسکی رضا پر آپنے

[illegible] بحث کو مقرر [illegible] رکھا تھا اختتام منظور نہ کرتا۔ اس نقل نہ دینے سے جو آپ سے خلاف ورزی شروط مقررہ ہوئی یہ آپکے مخلص حواریوں پر بہت شاق گذری اور

[illegible] اس باب میں آپکو ملامت کی بلکہ سچ پوچھو تو میر عباس علی صاحب کا آپ سے الگ ہو جانا اسی نادہندی اور اسی خلاف ورزی کے سبب سے شروع ہوا تھا۔ اور اس

نقل نہ دینے سے بہت سے لوگوں کو جو آپکے معتقد تھے یہ امر کھل گیا تھا کہ آپ اس تحریر کی جواب سے ڈرتے ہیں اور جواب الجواب دینے سے عاجز ہیں۔ اور اسی وجہ سے مباحثہ

بند کر چکے ہیں۔ ایک بھاری [illegible] آپکے معتقدین بیک منحرف ہو جائیں کہ یہ بھی ہے۔ کہ آپ ذرا اس مباحثہ کے بعد ایک یہ سفید جھوٹ اخبار نور افشاں لودہانہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۱ء

[illegible] اور پھر اپنے رسالہ کے صفحہ اخیر میں شائع کر دیا۔ کہ مولوی محمد حسین اپنی وحشیانہ طرز بحث کی شامت سے لودہانہ سے شہر بدر کئے گئے

[illegible] والا و رعلیشان [illegible] اسسٹنٹ کمشنر لودہانہ بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر آپکو ریل پر سوار کرآئے۔ لیکن اس عاجز کی نسبت کوئی حکم اخراج صادر نہیں ہوا بلکہ میری

[illegible] کے جواب میں صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ لکھا ہے کہ آپکو بتابعت قانون سرکاری لودہانہ میں ٹھہرنے کے لیے وہی حقوق حاصل ہیں جیسا کہ دیگر رعایا تابع قانون

[illegible] کو حاصل ہیں۔ اس بیان میں قادیانی نے دو جھوٹ بولے ہیں ایک یہ کہ ابو سعید محمد حسین بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ سے نکالے گئے اور ریل پر پہونچائے گئے۔ دوسرا

اس قسم کا حکم لدہانہ سے [illegible] کی نسبت کوئی نہیں ہوا دوسرا جھوٹ تو آپکے نام کی اسی چٹھی صاحب ڈپٹی کمشنر سے ثابت ہے۔ آپکو اس قسم کا حکم اخراج ہوتا تو آپ

[illegible] چٹھی میں آنے والا [illegible] مدت گذشتہ ذکر کرکے اپنی قیام لودہانہ کی اجازت کیوں چاہتے اور صاحب ڈپٹی کمشنر آپکو یہ اجازت کیوں دیتے دوسرا جھوٹ انکا اس ڈاک سے

ثابت ہوتا ہے جو خاکسار [illegible] ڈپٹی کمشنر لدہانہ کیطرف سے [illegible] اس چٹھی خاکسار کی جسمیں خاکسار نے مضمون نور افشاں دیکھکر انسے دریافت کیا تھا کہ آیا واقعی کوئی حکم ایسا

میری نسبت ہوا ہے [illegible] جسکی نقل یہ ہے

From 19th Septr
No. 1695

J. C. Brown Esqr Deputy Comr
Ludhiana

To Moulvi Abusaid Mohd Husain
Editor Ishaat-ssunah

Moulvi Mohd Husain is informed in reply to his petition Dated 16th Instant that enquiries show that he was not [illegible] order of the [illegible]
Deputy Comr.

مولوی محمد حسین کو جواب [illegible]
[illegible] درخواست مورخہ [illegible]
[illegible] کی اطلاع دیجاتی ہے
تحقیقات سے معلوم ہوا کہ [illegible]
ڈپٹی کمشنر کے حکم سے [illegible]
[illegible] پہنچایا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مباحثہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر نمبر اول از جانب لدہیانوی

مین آپ کے چند عقائد و خیالات پر بحث کرنا چاہتا ہون۔ مگر اس سے پہلے چند اصول کی تمہید ضروری ہے آپ اجازت دین تو مین اون اصول کو پیش کرون۔

۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء ابو سعید محمد حسین

تحریر نمبر اول از جانب قادیانی

آپکو اجازت ہے بخوشی پیش کرین لیکن اگر یہ عاجز مناسب سمجھیگا تو آپ سے بھی چند اصول تمہیدی دریافت کریگا۔

۲۰ جولائی سنہ ۹۱ء مرزا غلام احمد

سلہ یہان تو ان اصول کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ خود بھی اس قسم کے اصول پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ مگر اب بعد از فرار و شکست یا بی ان اصول کو بیہودہ و لایعنی کہا جاتا ہے۔ ناظرین اس سے ان حضرات کے صدق و انصاف کا اندازہ کرین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریر نمبر دوم از جانب خاکسار

میرے ان اصول کو جنکو مین رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۲ مین بیان کرچکا ہون۔ اور اونکو آپکے حواری حکیم نورالدین نے تسلیم کیا ہے۔ آپ بھی تسلیم کرتے ہین یا کسی اصول کی تسلیم مین عذر ہے۔

۲۰ - جولائی (ابوسعید محمد حسین) سنہ ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر دوم از جانب قادیانی

مجھے ان اصولون کی اطلاع نہین مجھے بتلائے جائین تب اونکی نسبت اطلاع دونگا۔

۲۰ - جولائی (غلام احمد) سنہ ۱۸۹۱ء

ط قولہ اطلاع نہین یہ محض کذب ہے اور ممکن نہین کہ آپ نے ان اصول کو نہ دیکھا ہو۔ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ جلد ۱۳۔ آپکے پاس پہنچا اور وہ آپکے جواب و خطاب مین ہے پھر کیا امکان تھا کہ آپ اس رسالہ کو نہ دیکھتے۔ آپنے اپنے خط نمبری ۹ مورخہ ۲۰ - اپریل سنہ ۹۱ء مین میرے ان اصول کو لغو قرار دیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ آپکو ان پر اطلاع ہوئی ہے۔ نہوتی تو آپ انکو لغو نہ کہتے۔ اور اگر اس کے جواب مین یہ کہین کہ ہمنے قبل از اطلاع انکو لغو کہا تھا۔ تو اس سے آپ کی ایمانداری اور راست شعاری و حق طلبی ثابت ہوتی ہے۔ کہ ایک امر کو قبل از علم لغو کہدیا۔ بہر حال آپکے اس قول سے آپ کی راستی و حق طلبی کو بٹہ لگتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریر نمبر سوم از جانب خاکسار

وہ اصول یہ ہین جو رسالہ مین پڑھ کر سنائے جاتے ہین[1]۔ ان اصول مین سے جس اصول کی نسبت آپکو تسلیم یا عدم تسلیم ظاہر کرنا ہو آپ ظاہر کرین چونکہ رسالہ چھپا ہوا ہے لہذا ان اصول کے دوبارہ تحریر مین لانے کی حاجت نہین۔ آپ ایک ایک اصول پر یکے بعد دیگرے کلام کرین۔

۲۰ جولائی ابو سعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر سوم از جانب قادیانی

کتاب اہل سنت کی حجج شرعیہ ہونے مین میرا یہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے۔ جس امر مین احادیث نبویہ کے معنے جو کئے جاتے ہین[2]۔ کتاب کی مخالف

ملہ آپنے رسالہ پڑھنے سے روکدیا۔ اور یہ کہا کہ رسالہ مجھے دیدین مین خود ان اصول کو دیکھنا۔ اور اُنکی نسبت اپنی رائے لکھتا ہون۔

ملہ قولہ معنے کئے جاتے ہین۔ معنے حدیث سے سوال نہ تھا صرف صحت حدیث سے سوال تھا۔ جو الفاظ سے متعلق ہے نہ معانی سے۔ معانی ہمیشہ الفاظ کے تابع ہوتے ہین۔ جس حدیث کے الفاظ صحیح ہون اسکے معنے صحیح ہو سکتے ہین۔ اور وہ قرآن شریف کے موافق و مطابق کئے جا سکتے ہین۔ اور جس حدیث کے الفاظ غیر صحیح ہون اسکے معنے باوجودیکہ بجائے خود صحیح و مطابق قرآن ہون قابل اعتبار نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے الفاظ کی تابع ہو کر غیر صحیح و نا قابل اعتبار سمجھے جاتے ہین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقع نہون تو وہ معنے بطور حجت شرعیہ کے قبول کئے جائینگے۔ لیکن جو معنے نصوص بینیہ قرآنیہ سے مخالف واقع ہونگے۔ اون معنون کو ہم ہرگز قبول نہین کرین گے۔ بلکہ جہانتک ہمارے لئے ممکن ہو گا ہم اوس حدیث کے ایسے معنے کرین گے جو کتاب اللہ کی نص

لہذا ہر ایک منصف وطالب حق کا فرض ہے کہ جب وہ کسی حدیث سے تمسک کرنا چاہے تب پہلے اسکی صحت الفاظ کی تحقیق کرے۔ پھر اسکی معانی کیطرف رجوع کرے۔ جو بصورت صحت الفاظ صحیح وموافق قرآن ہو سکتے ہین۔ قادیانی نے جو بحث صحت الفاظ کو چھوڑ کر پہلے ہی سے صحت معانی کی طرف رجوع کیا ہے۔ تو اس سے اسکا مقصود احقاق حق نہین ہے بلکہ بحث سے خروج اور احقاق حق سے گریز اسکا مقصود ہے۔ ناظرین اسی ایک امر کو توجہ سے ملاحظہ کرین گے تو اس سے قادیانی کے خروج از بحث وشکست وفرار کا یقین کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایضاً پرچہ نمبر ۲ ص ۱۸

جو لوگ قادیانی کے اس جواب کو (جس سے بڑھکر اسنے تمام مباحثہ مین ہمارے اصل سوال کا جواب نہین دیا) ہمارے سوال کا کافی جواب سمجھتے ہین۔ وہ اس منصفانہ اصول کو توجہ سے پیش نظر رکھین تو یقین کرین کہ قادیانی نے ہمارے سوال کا شروع مباحثہ سے اخیر تک جواب نہین دیا۔ ہمارا   سوال صحت الفاظ حدیث سے ہے۔ اسکا جواب صحت معانی کے متعلق ہے۔ ونیز اسکا جواب ایک شرطی جواب ہے کہ "اگر کسی حدیث کے معنے قرآن کے موافق پائینگے تو اسکو صحیح سمجھینگے ورنہ موضوع قرار دین گے" اور ہمارا مطلوب قطعی جواب ہے۔ جو "اگر" اور "مگر" سے ادا نہین ہوتا۔ اور وہ یہ تصریح چاہتا ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کی احادیث (خواہ انکو اس شرطی اصول روایت مجوزہ قادیانی سے پرکھا جائے یا اصول روایت مجوزہ محدثین سے) سب کے سب صحیح ہین یا نہین ہین اور یہ جواب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہین کے موافق ومطابق ہون۔ اور اگر ہم کوئی ایسی حدیث پائین گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی۔ اور کسی صورت سے ہم اوسکی تاویل کرنے پر قادر نہین ہوسکینگے تو ایسی حدیث کو ہم موضوع[لہ] قرار دین گے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یومنون یعنے تم بعد اللہ اور اوسکی آیات کی کس حدیث[لہ] پر ایمان لاؤ گے۔ اس آیت مین صریح[سلہ] اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ اگر قرآن کریم کسی امر کی نسبت قطعی اور یقینی فیصلہ دیوے یہانتک

مرزا کی کلام مین اول سے آخر تک صاف وصریح طور پر پایا نہین جاتا بلکہ جابجا اس کے بیان سے گریز وفرار وخروج از بحث پایا جاتا ہے جسکی یہ پہلی دفعہ ہے۔

لہ تو وہ موضوع قرار دینگے۔ اس تجویز کو آپ آیندہ جوابات مین خاصکر صحیح بخاری ومسلم کی نسبت بھی بتصریح ظاہر فرما چکے ہین۔ ناظرین آپ کے اقوال اور ہمارے نوٹون کو توجہ سے دیکھتے جائین اور پھر انصاف سے کہین کہ آپ بخاری ومسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتے ہین۔ اور آپ کا اقرار اشتہار یکم اگست ۹۱ء کہ مین صحیحین کو بسر وچشم مانتا ہون اور بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ جانتا ہون دل سے ہے ہر گز نہین م

سلہ آیہ فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یومنون کا ترجمہ قادیانی نے جو ان الفاظ سے کیا ہے کہ "تم بعد اللہ اور اسکی آیات کی کس حدیث پر ایمان لاؤ گے"۔ تو اس مین حاضرین جلسہ اور اپنے بے علم اتباع کو یہ جتانا چاہا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے حدیث نبوی کا حکم خود قرآن مین یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ آیات قرآن کے ہوتے کسی حدیث نبوی کو نہ مانو اور اس معنے کے بیان سے اپنا ملحد ومحرف قرآن ہونا ثابت کر دکھایا ہے قادیانی کے اتباع مین اگر ایک ذرہ بھی فہم وانصاف ہو تو وہ صرف اسی جرأت کی نظر سے اسکو پورا ملحد ومحرف قرآن سمجھ لین۔ اور اسکے اتباع سے دست بردار ہو جائین۔

اس آیہ مین لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی اور الہام الٰہی ہے ہرگز مراد نہین ہے بلکہ حدیث کے لغوی معنے (بات چیت) مراد ہے جسکو اصطلاحی معنے

خروج دفعہ ۱

۹۱/سہ

© rasailojaraid.com

کہ اس فیصلے مین کسی طور سے شک باقی نہ رہ جاوے۔ اور مسئلہ اچھی طرح کھلجاوے

تو پھر بعد اسکے کسی ایسی حدیث پر ایمان لانا جو صریح اسکے مخالف پڑی ہے مومن کا کام نہیں

حدیث نبوی وحی خفی سے بیہان تعلق نہیں۔ اللہ تعالے اس آیہ مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ لوگ خدا کی آیات کو چھوڑکر اور کس بات پر ایمان لائین گے۔

اس بات سے خاص کر آنحضرت ؐ کی حدیث مراد ٹھرانا یا اس بات سے عام باتین مراد ٹھرا کر آنحضرت ؐ کی حدیث کو انہین داخل وشامل سمجھنا اس اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ آنحضرت ؐ کی حدیث وحی خفی والہام الٰہی اور معنیً آیات اللہ مین داخل نہین جسپر کوئی مسلمان جرأت نہین کرسکتا۔ اور قرآن مجید کی وہ آیات جنمین ارشاد ہے کہ آنحضرت ؐ

> ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ (الحشر ع ۱)
> ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم ع ۱)

جو کہ تمہین دین (یعنے فرمادین) تم قبول کرو اور جس سے روکین اسسے باز آؤ اور ارشاد ہے آنحضرت ؐ جو کچھ (دین مین) فرماتے ہین وہ وحی سے کہتے ہین اپنی خواہش نفس سے نہین کہتے اس اعتقاد کے کذب وضلالت ہونے پر شاہد عدل ہین۔

قادیانی نے اپنے ازالہ کے صـــ ۳۳۵ وصـــ ۳۴۱ وصـــ ۶۰۱ مین خود اقرار کیا ہے۔ کہ قرآن کے کوئی معنے عام محاورہ قرآن کے مخالف اپنے دل سے گھڑ لینا الحاد وتحریف ہے۔ اسکے اس اقرار وشہادت سے بھی اسکی اس جرأت کا کہ یہ قرآن کے لفظ حدیث سے حدیث نبوی مراد ہے۔ الحاد وتحریف ہونا ثابت ہے کیونکہ قرآن مجید کے جس مقام مین لفظ حدیث استعمال ہوا ہے اس سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی کھلاتی ہے مراد نہین ہے۔ بلکہ اس سے حدیث کے لغوی معنے بات مراد ہے قرآن مجید مین یہہ لفظ مختلف صور تو نمین (حدیث۔ الحدیث۔ حدیثاً) سے

© rasailojaraid.com

پھر فرمایا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون ان دونون آیتون کے ایک ہی معنی
ہین۔ اس لئے اس جگہ تصریح کی ضرورت نہین۔ سو آیات متذکرہ بالا کے رو سے
ایک مومن کا یہی مذہب ہونا چاہئے کہ وہ کتاب اللہ کو بلا شرط اور حدیث کو شرطی
طور پر حجت شرعی قرار دیوے اور یہی میرا مذہب ہے۔ اور آپ کے دوسرے امر مندرجہ

بائیس مقام مین وارد ہے۔ جو نقشہ ذیل مین بیان کئے جاتے ہین۔

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۱	نساء ع ۱۰	حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ	آیات قرآن سے انکار و ہنسی کرنیوالون کی ساتھ نہ بیٹھو یہانتک کہ وہ کوئی اور بات کرین۔
۲	انعام ع ۸	ایضاً	ہماری آیتون مین ٹٹول کرنے والون سے منہ پھیرو یہانتک کہ وہ اور بات مین ٹٹول کرین۔
۳	اعراف ع ۲۳	فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔	ہماری بات کو چھوڑ کر کس بات مین ایمان لاوین گے۔
۴	کہف ع ۱	ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفاً	شاید تو افسوس سے اپنا گلا گھونٹ ڈالکر وہ اس بات پر ایمان نہین لاتے۔
۵	طہ ع ۱	ھل اتاک حدیث موسیٰ	کیا تجھے موسیٰ کی بات (یعنی حکایت) پہنچی ہے۔
۶	لقمن ع ۱	ومن الناس من یشتری لھو الحدیث	بعض ایسے لوگ ہین جو کھیل کی باتین (یعنی قصے کہانیان) خریدتے ہین۔
۷	احزاب ع ۷	ولا مستانسین لحدیث	آنحضرت صلعم کے گھر مین آپس مین کی باتون مین جی لگاتے نہ ٹھہرے رہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صفحہ ۱۹ - اشاعۃ السنۃ کی نسبت علیحدہ جواب کی ضرورت نہین کیونکہ اسکا جواب اسمین آگیا ہے یعنے جو امر قول یا فعل یا تقریر کے طور پر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احادیث مین بیان کیا گیا ہے ہم اس امر کو بھی اسی محک سے آزمائینگے۔ اور دیکھینگے کہ حسب آیۃ شریف فبای حدیث بعدہ یؤمنون وہ حدیث قولی یا فعلی قرآن کریم کی کسی صریح

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۸	زمر ع ۲	اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا۔	خدائے تعالے نے اچھی بات اُتاری کتاب آپسمین ملتی۔
۹	جاثیہ ع ۱	فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون ہ	پھر اللہ اور اسکی آیات کو چھوڑ کر کس بات کو مانینگے۔
			(یہ وہ آیت ہے جسکے ترجمہ مین قادیانی نے تحریف والحاد سے کام کیا ہے)
۱۰	ذاریات ع ۲	ھل اتاک حدیث ضیف ابرھیم المکرمین	تجھے ابراہیم کے معزز مہمانون کی بات پہنچی ہے۔؟
۱۱	طور ع ۲	فلیأتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین۔	وہ سچے ہین تو ایسی ہی کوئی بات لے آوین۔
۱۲	واقعہ ع ۱	افبھذا الحدیث انتم مدھنون	کیا اس بات مین تم سستی کرتے ہو
۱۳	نجم ع ۳	افمن ھذا الحدیث تعجبون	کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو۔
۱۴	القلم ع ۲	ذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث۔	چھوڑدے مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والون کو۔
۱۵	مرسلت ع ۲	فبای حدیث بعدہ یؤمنون	اسکو چھوڑ کر کس بات پر ایمان لائینگے۔
۱۶	نازعات ع ۱	ھل اتاک حدیث موسیٰ	کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی۔
۱۷	بروج ع ۱	[illegible]	کیا تجھے ان لشکرون کی بات پہنچی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے بعین آیۃ سے مخالف تو نہین۔ اگر مخالف نہین ہوگی تو ہم بسر و چشم اوسکو قبول کرین گے اور بظاہر مخالف نظر آئیگی تو ہم حتی الوسع اوسکی تطبیق اور توفیق کے لئے کوشش کرین گے

نمبر	مقام	آیۃ قرآن	ترجمہ
۱۸	غاشیہ ع ۱	ھل اتٰک حدیث الغاشیہ	کیا تجھے ڈھانکنے والی (یعنی قیامت) کی بات پہنچی۔
۱۹	نساء ع ۶	ولا یکتمون اللہ حدیثًا	اللہ سے کوئی بات نہ چھپا ئینگے۔
۲۰	نساء ع ۱۱	فما لھٰؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثًا	انکو کیا ہو گیا کہ یہ ایک بات بھی سمجھنے نہین لگتے۔
۲۱	یوسف ع ۱۱	ما کان حدیثًا یفتریٰ	یہ (قصہ یوسفؑ) بناوٹی بات نہین۔
۲۲	تحریم ع ۱	واذ اسر النبی الیٰ بعض ازواجہ حدیثًا	جب چھپا کر کہی نبیؐ نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات۔

ان مقامات مین سے کسی جگہہ لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی والہام الٰہی ہوتی ہے مراد نہین۔ آخری آیہ مین گو حدیث کی نسبت آنحضرت صؐ کیطرف ہوئی ہے۔ مگر اس سے بھی اصطلاحی حدیث نبوی وحی آلٰہی مراد نہین۔ بلکہ لغوی حدیث بات مراد جو آنحضرت صؐ نے صرف اپنے جی سے (نہ وحی آلٰہی) سے ایک بی بی کو کہدی تھی۔ کہ مین اپنے حرم ماریہ قبطیہ کے پاس نہ جاونگا۔ یا ایک بیوی کے ہان اگر شہد نہ پیونگا۔ جو خدا تعالے کو پسند نہ آئی۔ اور اسپر یہ آیت اتری کہ اے نبی تو خدا کے حلال کو حرام کیون کرتا ہے۔

اس عام محاورہ قرآن کے مخالف قادیانی کا قرآن کے لفظ حدیث سے حدیث نبوی مراد لینا اپنے اقرار و اصول کے مطابق الحاد و تحریف قرآن کا مرتکب ہونا ہے قادیانی کے اتباع اس الحاد و تحریف پر بھی اسکی اتباع سے دست بردار نہوا۔ اور اسکا ایسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اگر ہم باوجود پوری پوری کوشش کے اس امر تطبیق مین ناکام رہینگے اور صاف کھلے کھلے طور پر ہمین مخالفت معلوم ہوگی تو ہم افسوس کے ساتھ ایسی حدیث کو ترک کر دینگے۔ کیونکہ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے مرتبہ اور پایہ کو نہین پہونچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اسکے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے مین وہ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے جو احادیث کے اہتمام کو اوس سے کچھ نسبت نہین۔ اکثر احادیث غایت درجہ مفید ظن[سلہ] ہے۔ اور ظنی نتیجہ کے منتج ہین اور اگر کوئی حدیث تواتر کی درجہ پر بھی ہو تاہم قرآن کریم کی تواتر سے اوسکو ہرگز مساوات نہین بالفعل اسیقدر لکھنا کافی ہے۔

۲۰۔ جولای ۱۸۹۱ء راقم خاکسار غلام احمد

تحریر نمبر ۴ از جانب خاکسار

آپ کی کلام مین میرے سوال کا صاف اور قطعی جواب نہین[سلہ] ہے۔ اپنی قبولیت

تفسیر قرآن کو حقائق و معارف سمجھکر اسکو مجید دکھین تو پھر انکی ہدایت کی کوئی صورت و امید نہین ہے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فما لہ من نور۔ ومن یضلل یرد بعد اللہ۔

سلہ قولہ مفید ظن۔ یہ ظنی ہونی احادیث سے تعرض اجنبی ہے۔ ظنی یا قطعی ہونے احادیث سی سوال نہ تہا صرف صحت و یا عدم صحت احادیث سی سوال تہا۔ لہذا جواب مین صرف صحت یا عدم صحت کا بیان چاہئے نہ ظنیت و قطعیت کی بحث یہ دوسری دفعہ آپنے بحث سے خروج کیا۔

سلہ قولہ قطعی جواب نہین۔ مرزا قادیانی کی تقلید و محبت مین اندھے اور کانے حواری مرزا کے جواب کو قطعی جانتے اور ہمارے انکار قطعیت پر حیرت ظاہر

غیر ان کو ان کی بات ۔۔۔ ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور حجت حدیث یا سنت کی ایک شرط بتائی ہے۔ یہ ظاہر نہین کیا کہ یہ شرط اوس حدیث یا سنت مین جو کتب حدیث خصوصاً[۵۱] صحیحین مین (جنکا ذکر اصل سوم مین ہے) پائی جاوے متحقق ہے یا نہین۔ و بناءً علیہ وہ حدیث یا سنت جو ان کتب مین ہے شرعی حجت ہے یا نہین۔ علاوہ بران اس کلام مین آپنے جو شرط حجیت و قبولیت بیان کی ہے وہ شرط قانون درایت نہ قانون روایت۔ اب آپ بیان کرین کہ اصول روایت کی روسے کتب حدیث خصوصاً صحیحین جنکا ذکر اصل سوم مین ہے مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون کی احادیث بلا وقفہ و نظر واجب العمل والاعتقاد[۵۲] ہین۔ یا ان کتابون مین ایسی احادیث

کرتے ہین۔ جسکا سبب یہ ہے کہ علم سے تو پہلے ہی سے عاری و بے بصیرت تھے۔ رہا فہم سو مرزا کی بیعت کرکے اسکی نذر کر چکے ہین۔ لہذا وہ اسقدر نہین سمجھ سکتے کہ لفظ "اگر" حرف شرط ہے اور یہ حرف شرط مرزا کے جواب مین موجود ہے جو اسکو قطعی نہین ہونے دیتا۔ جواب قطعی وہ ہوتا ہے جسمین بغیر کسی شرط کے "ہست" یا "نیست" کا بیان ہو۔ لہذا ہمارے سوال کا جواب قطعی یہ ہے کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح و لائق عمل ہین۔ یا سب کی سب غیر صحیح و موضوع ہین یا بعض صحیح اور بعض غیر صحیح جسکا مرزا کی کلام مین اول سے آخر تک کہین نام و نشان نہین ہے۔

[۵۱] یہان سے خاکسار نے اصل سوم (منجملہ اصول مندرجہ صہ ۱۹ اشاعۃ السنۃ) کو شامل بحث کر دیا ہے۔ اور آئندہ سوالون و جوابون مین خاصکر صحیحین کی حدیثون سے بحث کی ہے۔

[۵۲] اس سوال وجوب اعتقاد کی بنا امام ابن الصلاح اور اون کے موافقین کے مذہب پہ ہے جو احادیث صحیحین کو قطعی نظری جانتے۔ اور موجب اعتقاد سمجھتے ہین۔ ہمکو اس مقام مین اس مذہب کی حمایت و تائید مقصود نہین ہماری بحث صرف صحت احادیث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی ہین۔ جنپر بلا تحقیق صحت بحسب اصول روایت عمل و اعتقاد جائز نہین۔

۲۰ جولای ابو سعید محمد حسین ۹۱ سنہ

تحریر نمبر چہارم از جانب قادیانی

مولویصاحب کا جواب سنکر مین عرض کرتا ہون۔ کہ میرے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک حدیث خواہ وہ بخاری کی ہو یا مسلم کی۔ اس شرط سے ہم کسی خاص معنون مین جو بیان کئے جاتے ہین قبول کرینگے۔ کہ وہ حدیث اون معنون کے روسے قرآن کریم کے بیان سے موافق و مطابق ہو۔ اب آپکے زبانی بیان سے معلوم ہوا کہ آپ یہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ اصول روایت کے روسے کتب حدیث خصوصًا صحیحین مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون کی احادیث بلا وقفہ واجب العمل و الاعتقاد ہین

صحیحین مین ہے اسکو آپ قطعی صحت مانین خواہ ظنی۔ قادیانی نے جملہ احادیث صحیحین کی ظنی صحت کا بھی نہ اقبال کیا نہ صاف انکار۔ اور ہمارے اس سوال کے جواب مین قطعی صحت سے انکار کی بحث کو چھیڑ دیا اور خروج از بحث کیا جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۲۷ مین ہوگا۔

۵۲ یہان سے آپ بخاری و مسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انکی احادیث کو موضوع قرار دینے پر آمادہ ہو بیٹھے ہین بخاری و مسلم پر آپ کا یہ پہلا کھلم کھلا حملہ ہے۔

۵۳ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ نے میرے سوال کا مطلب سمجھ لیا ہے مگر افسوس اخیر بحث تک اسکا قطعی جواب نہ دیا جو کچھ کہا اسمین خروج از بحث کیا حواشی صفحہ آیندہ ملاحظہ ہون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا ان کتابوں میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جنپر عمل واعتقاد جائز نہیں۔ اس کا جواب میری طرف یہ ہے کہ چونکہ حدیثوں کا جمع ہونا ایسے یقینی اور قطعی طور سے نہیں ہیں جس سے انکار کرنا کسی طور سے جائز نہو اور جسپر ایمان لانا ایسے پایہ اور مرتبہ کا ہو جیساکہ قرآن کریم پر ایمان لانا۔ لہذا ہمارا یہ مذہب ہرگز ایسا نہیں ہے کہ روایت کے رو سے بھی حدیث کو وہ مرتبہ یقین دیوین جیساکہ ہم قرآن کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے ہین۔ ہم پہلے بیان کرچکا ہوں کہ حدیثین غایت کار مفید ظن ہین تو ہم کیونکر روایت کے رو سے بھی اونکو وہ مرتبہ دے سکتے ہین جو قرآن کریم کا مرتبہ ہے جس طور سے حدیثین جمع کی گئی ہین اوس طریق پر ہی نظر ڈالنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ ہم اوس یقین کے ساتھ اونکی صحت روایت پر یقین لاوین کہ جو قرآن کریم پر ایمان لاتے ہین مثلاً اگر کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی ہے لیکن قرآن کریم کے کھلے کھلے منشار سے برخلاف ہے تو کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہین ہوگا کہ ہم اوسکی مخالفت کی حالت مین قرآن کریم کو اپنے ثبوت مین مقدم قرار دین۔ پس اسجا یہ کہنا کہ احادیث اصول روایت کے رو سے ماننے کے لائق ہین یہ ایک دھوکہ دینے والا قول ہے کیونکہ ہمین یہ دیکھنا چاہئے کہ حدیث کے ماننے مین جو مرتبہ یقین کا

---

۵۱ یہ میرے سوال کا (جسکو آپ خود نقل و بیان کرچکے ہین) جواب نہین ہے اس طولانی جواب کا خلاصہ دو امر کا بیان ہے جو خارج از بحث ہین۔ امر اول یہ کہ احادیث صحیحین قرآن کے برابر قطعی و یقینی صحیح نہین ہین جسکے بیان مین قادیانی نے تیسرے دفع خروج از بحث کیا۔ امر دوم یہ کہ جو حدیث صحیحین قرآن کے موافق نہو وہ لائق قبول نہین ہے جسکے بیان مین قادیانی نے چوتھی دفعہ خروج از بحث کیا۔ ناظرین اس جواب کو غور سے ملاحظہ فرمائینگے تو اسمین ان دو امروں خارج از بحث کے بیان و

۵۲ میںنے اصول روایت سے احادیث کی صحت کو لائق تسلیم کہا ہے جو الفاظ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمین حاصل ہے وہ مرتبہ قرآن کریم کے ثبوت سے ہم وزن ہے یا نہین اگر یہ بات ہو جاے کہ وہ مرتبہ ثبوت کا قرآن کریم کے مرتبہ ثبوت سے ہم وزن ہے تو بلا شبہ ہمین اسی پایہ پر حدیث کو مان لینا چاہیئے۔ مگر یہ تو کسی کا بھی مذہب نہین تمام مسلمانونکا یہی مذہب ہے کہ اکثر احادیث مفید ظن ہین والظن لا یغنی من الحق شیئاً مثلاً اگر کوئی شخص اس قسم کی

پرچہ منصف ثالث

متعلق ہے معانی کی تسلیم یا عدم سے میری کلام مین اول سے آخر تک کہین تعرض نہین ہوا۔ پھر دھوکہ دینے والا قول کس شخص کا ہے ہمارا یا اٰنکا۔ آپ بار بار معانی احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر اسکو ساقط الاعتبار ٹھراتے اور ناواقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہتے ہین ہم پہلے بھی (حاشیہ ملک صفحہ ۲۴ مین) لکھ چکے ہین۔ اور آپ پھر کہتے ہین کہ معانی ہمیشہ الفاظ کی تابع ہوتے ہین۔ لہذا جس حدیث کے الفاظ صحت وثبوت کو پہنچ جائین اسکے معنے قرآن کے موافق ومطابق ہو سکتے ہین۔ اور بناءً علیہ کسی حدیث سے تمسک کرنے والے کا پہلا فرض یہ ہے کہ اس حدیث کی لفظی صحت وثبوت کی تحقیق مین کوشش کرے۔ اور جب اسکی صحت ثابت وتحقق ہو جاے۔ تو پھر اسکی معانی کو موافق ومطابق قرآن اور دیگر احادیث صحیحہ کرکے اسپر عمل وتمسک کرے۔

آپ سوال صحت حدیث کے جواب مین کبھی معانی حدیث کو پیش کرتے ہین۔ کبھی احادیث کے ظنی ہونے کو کبھی انکو پایہ ثبوت مین قرآن کے مساوی نہونے کو۔ اور بار بار خروج از بحث کے مرتکب ہوتے ہین۔ جو لوگ حوارین قادیانی سے خروج از بحث اور طوالت کا الزام خاکسار پر قائم کرتے ہین وہ اس قسم کے جوابات قادیانی کو ملاحظہ کرکے انصاف سے کہیں کہ [illegible]

له اس قول کا جواب متن (تحریر نمبری (۹)) مین دیا گیا اور ثابت کیا گیا ہے کہ عملیات مین ظن واجب العمل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قسم کھاوے کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہین اور تمام الفاظ وحی الٰہی سے ہین تو اس قسم کھانے مین وہ جھوٹا ہوگا اور خود حدیثون کا تعارض جو اون مین واقع ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ وہ مقامات تحریف سے خالی نہین ہین پھر کیون کر [کو]ئی مومن یہ اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ حدیثیں باعتبار روایتی ثبوت کی رو سے قرآن کریم کے ثبوت سے [ہ]م پلہ ہین کیا آپ یا کوئی اور مولوی صاحب ایسی رائے ظاہر کر سکتے ہین کہ ثبوت کے رو سے [ج]س مرتبہ پر قرآن کریم ہے اسی مرتبہ پر حدیثیں بھی ہین۔ پھر جبکہ آپ خود مانتے ہین کہ حدیثین

۵۱ تمام الفاظ کے بعینہا منقول ہونے کا کون مدعی ہوا ہے؟ ہان یہ دعوی ہے کہ صحیحین کی جملہ احادیث مرفوعہ متصلہ صحیح ہین سو اس پر قسم کہانے سے کوئی شخص جھوٹا نہین ہوتا (چنانچہ عنقریب اسکا ثبوت ناظرین کو ہماری تحریر ۸ مین ملیگا) آپنے تمام الفاظ کی قید لگاکر اس قسم کو جھوٹھ بنانا چاہا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے

۵۲ و ۵۳ دعوی تعارض کا جواب تو ہماری تحریر ۸ مین موجود ہے۔ اس تعارض سے جو آپ نے تحریف کا نتیجہ نکالا ہے وہ صریح اور صاف اقرار ہے کہ آپ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتے بلکہ اونکی بعض احادیث مین وضع و تحریف

حملہ ۲ واقع ہونے کے قائل ہین۔ یہ بخاری مسلم پر آپکا دوسرا کھلا حملہ ہے۔

اہلحدیث جو آپ کو اہل حدیث سمجھکر آپکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین آپ کے اس دعوی تحریف کو ایمان و انصاف سے دیکھین تو آپ کو منکر صحت احادیث صحیحین جان لین اور آپ کے اس اقرار کو کہ "مین بسر و چشم صحیحین کو مانتا ہون اور صحیح بخاری کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب یقین کرتا اور واجب العمل جانتا ہون" جسکو آپ اونکی پرائیویٹ مجلسون اور اشتہار یکم اگست مین ظاہر کر چکے ہین۔ کذب و نفاق سمجھ لین۔ آپکا یہ اقرار تب صحیح اور دلی ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپکے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی روایتی ثبوت کی رو سے اعلیٰ مرتبہ ثبوت سے گری ہوئے ہین اور غایت کار مفید
ظن ہین تو آپ اس بات پر کیون زور دیتے ہین کہ اسی مرتبہ یقین پر انہین مان لینا چاہئے
جس مرتبہ پر قرآن کریم مانا جاتا ہے۔ پس صحیح اور سچا طریق تو یہی ہے کہ جیسے حدیثین
صرف ظن کے مرتبہ تک ہین بجز چند حدیثون کے تو اسیطرح ہمین اونکی نسبت ظن کی
حدتک ہی ایمان رکھنا چاہئے اور ہر ایک مومن خود سمجھ سکتا ہے کہ حدیثون کی تحقیقات
روایتی نقص سے خالی نہین۔ کیونکہ اونکے درمیانی راویونکی چال چلن وغیرہ کی نسبت ایسی
تحقیقات کامل نہین ہو سکے اور نہ ممکن تھی کہ کسیطرح شک باقی نہ رہتا۔ آپ خود اپنے

اس اقرار کے مخالف یہ تصریحات آپکے کلام مین نہ پائی جائین یا ان تصریحات سے
آپ رجوع کا اشتہار دین۔

۵۱ مرتبہ اعلیٰ ثبوت وصحت کا جو قرآن کو حاصل ہے اسکا ادعا تو احادیث صحیحین کی
نسبت کسی نے نہین کیا۔ ہان مرتبہ قرآن کے بعد جو اعلےٰ مرتبہ صحت ہو اور
دعویٰ احادیث صحیحین کے حق مین ہمنے کیا ہے اور وہی اہل اسلام مین
کہ آپ بھی منافقانہ طور پر اشتہار یکم اگست مین اسکو مان چکے
پھر اسمقام مین صحیحین کی احادیث کو اعلیٰ مرتبہ صحت
اقرار وتسلیم اشتہار یکم اگست منافقانہ نہین ہے تو اس
صحیحین کو واپس لین ورنہ مسلمان آپکے اوس اقرار کو
احادیث صحیحین پر تیسرا حملہ ہے۔ حملہ ۳

۵۲ اس تحقیق کو آپکا ناقص کہنا اپنے عقل کے نقصان کا اظہار
کے ساتھ آپکا اشتہار یکم اگست مین صحیحین کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ
تو کیا ہے۔ یہ آپکا صحیحین پر چوتھا حملہ ہے۔ حملہ ۴

۵۳ ہو سکتی کیا ہو چکی ہو مگر آپ اس کوچہ مین محض نابلد ہین ہماری تحریر نمبر ۸ ملاحظہ

قرآن کی ... اعلیٰ مرتبہ ... ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسالہ اشاعۃ السنۃ مین لکھ چکے ہین کہ احادیث کی نسبت بعض اکابر کا یہ مذہب ہوا ہے کہ ایک ملہم شخص صحیح حدیث کو بالہام الٰہی موضوع ٹھہرا سکتا ہے اور ایک موضوع حدیث کو بالہام الٰہی صحیح ٹھہرا سکتا ہے۔ اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جبکہ یہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کسی کشف کے موضوع ٹھہر سکتی ہے تو پھر کیونکہ ہم ایسی حدیثون کو ہم پایہ قرآن کریم مان لینگے ہان یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور

ط اشاعۃ السنۃ مین نہ یہ تصریح ہے کہ بعض اکابر (شیخ اکبر) نے یہ بات اتفاقی احادیث صحیحین کی نسبت کہی ہے۔ اور نہ یہ تصریح ہے۔ کہ ان اکابر کی راے سے صاحب اشاعۃ السنۃ کو اتفاق ہے۔ بلکہ اشاعۃ السنۃ مین صاف تصریح ہے کہ صاحب اشاعۃ السنۃ کو قول شیخ اکبر سے اتفاق نہین ہے چنانچہ ہماری تحریر عشرہ مین اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس قول شیخ اکبر کا صحیح محمل وہی احادیث معلوم ہوتی ہے جنکی صحت مین اختلاف ہو۔ لہذا اس عبارت اشاعۃ السنۃ کو اس مقام مین پیش کرنا مسلمانون کو دھوکھ دینا ہے۔

ط۲ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ کشف کے ذریعہ سے احادیث صحیحین کو موضوع ٹھہرانے کے مدعی ہین اب آپ کی صحت احادیث صحیحین سے منکر ہونے مین کیا کسر رہگئی ہے۔ یہ احادیث صحیحین پر مرزا کا پانچوان حملہ ہے۔

کہان ہین وہ اہلحدیث جو قادیانی کو اہلحدیث سمجھتے اور پیرو حدیث خیال کرتے ہین۔ وہ قادیانی کے اس دعویٰ کو دیکھیں اور پھر انصاف سے کہین کہ اہلحدیث مین کوئی اور بھی ایسا ہے کہ جو بخاری مسلم کی حدیثون کو بذریعہ کشف موضوع ٹھہراتا ہو۔ اگر کہو کہ تم اور شیخ اکبر یہ بات کہہ چکے ہو تو اسکا جواب ابھی دیا گیا ہے کہ یہ محض کذب ہے۔ یہ بات نہ ہمنے کہی ہے نہ شیخ اکبر نے فرمائی ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر عشرہ

(حاشیہ: پہلا پانچوان کہان ہے (صفحہ) ملاحظہ ہو — ص ۴۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہین اور غالباً اکثر انمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہین نہ یقینی طور پر تو پھر یقینی طور پر اونکا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہین۔ الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثین ظنی طور پر صحیح ہین مگر جو حدیث صریح طور پر انمین سے مبائن و مخالف قرآن کریم کے واقع ہوگی وہ صحت سے باہر ہو جائیگی

ہین تشریح ہو چکی ہے۔ احادیث بخاری مسلم بذریعہ کشف موضوع ٹھہر سکین تو پھر دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہوگی جو کشف سے موضوع نہو سکے اس صورت مین کشف حدیث سے بڑھکر ہوا۔ اور یہ مسئلہ مسلمہ کہ کشف والہام غیر نبی کا کتاب اللہ وسنت پر عرض کرنا ضروری ہے باطل ہوا جسکے اہلحدیث کیا کوئی اہل اسلام قائل نہین۔

۵ غالباً اور اکثر کی قید بتا رہی ہین کہ آپ بعض احادیث صحیحین کو نہین مانتے اور اس مقام مین آپ نے صاف وصریح یہ بھی کہدیا ہے کہ ہم کیونکر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ وہ ساری صحیح ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر قادیانی کا چھٹا حملہ ہے۔ قادیانی کو اہلحدیث و قائل احادیث صحیحین جاننے والو!۔ اب تو اقرار کرو کہ وہ اہل حدیث نہین اور وہ بعض احادیث صحیحین کی صحت کا منکر ہے۔

۷ احادیث صحیحین کو مخالف و معارض قرآن ٹھہرا کر صحت سے خارج کرنے کا جواب دیا گیا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی۔ اور اسکی زیادہ تفصیل ہماری تحریر ۱۲ مین ہوگی۔ اس قول مین قادیانی نے احادیث صحیحین پر ساتوان حملہ کیا۔ اور یہ جتا دیا ہے کہ وہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتا۔ قادیانی کو اہلحدیث اور قائل صحت صحیحین جاننے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آخر بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہین تھی بلکہ جس طریق سے اونہون نے حدیثون کو جمع کیا ہے اس طریق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے اور انکی نسبت یقینی[عہ] کا ادعا کرنا ادعای باطل ہے دنیا مین جو اسقدر مختلف فرقے اسلام مین خاصکر مذاہب اربعہ ان چارون[عہ] مذہبون کے اماموں نے اپنے عملی طریق سے خود گواہی دیدی کہ یہ احادیث ظنی ہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی بہت سی حدیثین امام اعظم صاحب نے چھوڑ[عہ] دی ہین۔ اور اسمین کچھ شک نہین کہ اکثر حدیثین اونکو[عہ] ملی ہونگی مگر

والے اسکے اس انکار کو انصاف سے دیکھکر بھی اسکو قائل صحت صحیحین کہینگے؟

عہ چارون امام احادیث صحیحین کے جمع ہونے کے وقت کہان تھے۔

قادیانی کی اتباع مین ایک ذرہ بھی فہم وانصاف کا مادہ ہو تو اسی ایک بات پر اسکی بے علمی یا دھوکھ بازی کے قائل ہو کر اسکی اتباع سے دست بردار ہو جائین۔

یہ کیا ہے آیندہ دھوکون کو حاشیہ نمبر ۲ وغیرہ مین دیکھو۔

عہ ۲و۳ یہ دونو لفظ صاف بتارہے ہین کہ قادیانی کو حضرت امام اعظم صاحب کیوقت مین احادیث صحیحین کے موجود ہونے اور امام صاحب کو انپر مطلع ہونے کا دعوی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ احادیث صحیحین وہی احادیث کہلاتی ہین جو ان دونو کتابون مین موجود ہون اور ان دونو کے مصنفون (امام بخاری وامام مسلم) کے واسطہ سے آنحضرت صلعم تک پہنچی ہون۔ اور جس حدیث کی سند وروایت مین امام بخاری وامام مسلم کا واسطہ نہو وہ بخاری مسلم کی حدیث نہین کہلا سکتی۔ لہذا امام اعظم صاحب کے وقت مین ان کتب کی احادیث کے موجود ہونے وامام صاحب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اونکی راے مین وہ حدیثین صحیح نہین تھین۔ بہلا آپ فرماوین کہ اگر کوئی شخص بخاری کی کسی حدیث سے انکار کرے کہ صحیح نہین ہے جیساکہ اکثر مقلدین انکار کرتے ہین۔ توکیا وہ آپ کے نزدیک کافر ہو جائیگا۔ پھر جس حالت مین وہ کافر نہین ہو سکتا تو آپ کیونکر ان حدیثون کی روایتی ثبوت کے رو سے یقینی ٹھرا سکتے ہین

کوان احادیث کے ملجانے کا دعوے کرنا بعینہ یہہ دعوی کرتا ہے۔ کہ یہہ دونو کتابین امام صاحب کے وقت مین موجود تہین۔

ناظرین اس دعوی قادیانی کو یاد رکھین اور جو ہماری تحریر نمبر ۸ کے اس اعتراض کے جواب مین کہ "آپ نہین جانتے کہ امام اعظم کب ہوئے اور صحیح بخاری کب لکہی گئی" آپ نے لکھا ہے کہ "مینے یہ کب کہا ہے کہ امام اعظم کے وقت مین صحیح بخاری موجود تہی" اسکو پڑھنے اور دیکھنے کے وقت قادیانی کے کذب وجرٔت ومغالطہ کا اندازہ کرین۔

عہ ایسا ہی قادیانی کی تحریر ... لفظ ... کا ہے

سلہ تحریر نمبری ۸ مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث صحیحین کی صحت کے منکر نہین۔ اور انکی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف راے وفہم معانی وتاویل وترجیح پر مبنی ہے۔ صرف ایک آپ مسلمان پھر اہلسنت پھر اہل حدیث کہلاکر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئے ہین لیکن صرف اس انکار کی نظر سے آپکو کافر نہین کہا گیا۔ ہان اسکا چھوٹا بہائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائیگا۔ ہماری تحریر نمبر ۸ مین حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ محدثین کے اقوال ملاحظہ ہون۔

سکہ احادیث صحیحین کو ایسا یقینی کون کہتا ہے کہ انکے انکار سے کفر لازم آئے۔ جمہور علماء بظن غالب انکو صحیح جانتے ہین۔ اور امام ابن الصلاح اور انکے ہم خیال نظری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور جبکہ وہ یقینی نہین ہین تو اس حالت مین اگر ہم کسی حدیث کو قرآن کریم کے مخالف پائینگے اور صریح طور پر دیکھ لین گے کہ وہ قرآن کریم سے صریح طور پر مخالف ہے اور کسی طور سے تطبیق نہین دے سکینگے تو کیا ہم ایسی صورت مین قرآن کریم کی اس آیت کو ساقط الاعتبار کردین گے یا اسکی کلام الٰہی ہونے کی نسبت شک مین پڑینگے کیا کرینگے آخر یہی تو کرنا ہوگا کہ اگر ایسی حدیث کسی طور سے کلام الٰہی سے تطبیق نہین کہائیگی تو اوسکو بغیر خوف زید اور عمرو کے وضعی قرار دینگے۔ بلاشبہ آپکا نور قلب اس بات پر شہادت دیتا ہوگا کہ حدیثین

یقینی کہتے ہین۔ لہٰذا انکے انکار سے فاسق اور مبتدع ہونا لازم آتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر کسیکو دعویٰ نہین ہے۔

۵۱ ایک حدیث صحیح دوسری حدیث صحیح کے مخالف نہین ہوتی چہ جائیکہ مخالفِ قرآن ہو۔ حدیث صحیح کو قرآن کے مخالف قرار دینا ان ہی لوگون کا کام ہے۔ جو اس حیلہ سے حدیث صحیح کو موضوع بنانا چاہتے ہین جیسا کہ آپنے کیا ہے۔ آپ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف قرآن ٹہرا کر ساقط الاعتبار بناتے ہین۔ اور اپنا منکر احادیث ہونا ثابت کر رہے ہین جسکا جواب بھی آپکو کئی بار دیا گیا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر آٹھوان حملہ ہے۔

۵۲ بلا خوف زید و عمرو کیون کہتے ہین۔ بلا خوف خدا کہین۔ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف و معارض قرآن کہنے سے آپکی غرض یہی تھی کہ ان احادیث کو موضوع قرار دین سو آپنے حاصل و ظاہر کی ہے۔ اور آپ کے منہ سے یہ بات صاف نکل گئی کہ بخاری و مسلم کی احادیث کو آپ موضوع کہینگے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر نوان حملہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے روایتی ثبوت کے رو سے کسی طور سے قرآن کریم سے مقابلہ نہین کر سکتین۔ اسی وجہ سے گو وہ وحی الٰہی ہی ہوں نماز مین بجائے کسی سورت کے انکو نہین پڑھ سکتے۔ اور ایک نقص حدیثوں مین یہہ بھی ہے۔ کہ بعض حدیثین اجتہادی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اسی وجہ سے اونمین باہم تعارض ہو گیا ہے جیسا کہ ابن صیاد کے

قادیانی کو اہلحدیث و قائل صحت احادیث صحیحین جاننے والو!۔ اس لفظ کو پڑھو اور بتلاؤ کہ اب بھی اسکو اہلحدیث کہو گے؟ اور صحیحین کی صحت ماننے والا جانو گے؟۔

۵۱ اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ حدیث عین قرآن اور وحی متلو نہین۔ نہ یہہ کہ حدیث واجب العمل نہین اور یہ تو ہمنے بھی نہین کہا کہ حدیث عین قرآن ہے اور بجائے قرآن اسکو نماز مین پڑھ سکتے ہین۔ صرف یہی کہا ہے کہ حدیث قرآن کی مانند واجب العمل ہے۔ پھر اس بات کی کہنے سی بجز دھوکہ دہی عوام کیا فائدہ متصور ہے۔

۵۲ لفظ اجتہاد سے جو مراد اپنی تحریر نمبر ۵ مین بیان کی ہے اوس مراد سے احادیث متعلق ابن صیاد دجال اجتہادی نہین ہو سکتین۔ اسکی تفصیل حواشی تحریر قادیانی نمبر ۵ و ۸ مین ہو گی۔

۳۱ و ۳۲ و ۳۳ صفحہ آئندہ احادیث صحیح مسلم مین وجود تعارض کا دعوے کرنا (جو آپکے نزدیک موضوع ہونے کی دلیل ہے) احادیث صحیح مسلم پر دسوان کھلم کھلا حملہ ہے۔ اور اس تعارض کا ادعا محض کذب ہے۔ جس حدیث مین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے وہ حدیث تمیم داری کے مخالف و معارض نہین۔ اور نہ کسی اور حدیث صحیح کی معارض ہے۔ ۱۰۳

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اک پہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دجال معہود ہونے کی نسبت جو حدیثیں ہین اون حدیثون سے صریح اور صاف طور پر معارض ہین جو گرجا والے دجال کی نسبت ہین جس کا راوی تمیم داری ہے - اب ہم ان دونو حدیثون مین سے کس حدیث کو صحیح سمجھین دونو حضرت مسلم صاحب کی صحیح مین موجود ہین - ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت یہان تک ثبوت پایا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کھاکر بیان کیا کہ دجال معہود یہی ہے - تو آپ چپ رہے ہرگز انکار نہین کیا - اور ظاہر ہے کہ نبی کا قسم کھانے کے وقت مین چپ رہنا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کھانا ہے - اور پھر ابن عمرؓ کی حدیث مین صریح اور صاف لفظون مین موجود ہے کہ انہون نے قسم کہاکر کہا کہ مسیح دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور پھر جابرؓ نے بھی قسم کھاکر کہا کہ دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون - پھر ایک اور حدیث

ح ایسا ہی اصل نسخہ مین ... لفظ حدیثون ہے -

قسم نہین کھائی کہ ابن صیاد دجال موعود ہے اور نہ آنحضرت نے اس مضمون کی قسم پر سکوت کیا - اونکی قسم اور آنحضرت ؐ کا سکوت تو صرف ابن صیاد کو دجال کہنے پر تھا - جسکے معنے یہ کئے گئے ہین کہ ابن صیاد منجملہ اون تیس دجالون کے ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تہی - ایسا ہی حضرت جابرؓ کا ابن صیاد کو دجال کہنا ہے - اسمین بہی یہ تصریح نہیں کہ ابن صیاد دجال موعود ہے رہا حضرت ابن عمرؓ کا ابن صیاد کو مسیح دجال کہنا سو یہ حضرت ابن عمرؓ کا اپنا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری وغیرہ کا معارض نہین ہو سکتا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آپنے نقل کیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونیسے ڈرتا ہون یہ ایک سفید جھوٹ ہے جسکا ثبوت آپ سے طلب کیا گیا تو اخیر تحریر تک کچھ نہ بتایا اور جو کہا وہ مین افترا سے کام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلم مین لکھا ہے جسمین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے۔ لیکن فاطمہ رض کی حدیث تمیم داری والی جو اسی مسلم مین موجود ہے صریح اسکے مخالف ہے۔ اب ہم ان دو نو دجالون مین سے کسکو دجال سمجھین۔ صدیق حسن صاحب

جواب آپکا یہ دعوے بہی محض کذب ہے۔ کہ مسلم کی ایک حدیث مین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال موعود ابن صیاد ہی ہے۔ صحیح مسلم مین اس مضمون کی کوئی حدیث موجود نہین۔ قادیانی سے اسکا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو اسنے بہی کوئی پتہ نہین دیا جس سے اسکا دعوے ثابت ہو جو کما اسی اسکا اور بہی کذب ثابت ہوا۔ اسکا مفصل بیان ہماری تحریر نمبری ۷ مین ہے۔

[illegible]

[illegible]

ملکہ یہ محض کذب و افترا ہے اور یہ قادیانی اور اوسکی اتباع و احباب کے دجال و کذاب ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔ نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے ابن صیاد آپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۴۱۶ مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونے کے باب مین صحابہ رض سے دو قول نقل کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاری سے احادیث جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ ابن عمر و ابو سعید خدری و قسم حضرت عمر رض بحضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقل کئے ہین۔ پھر صفحہ ۴۱۷ مین صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ یہ احادیث اس باب مین نص (یعنے بیان واضح) نہین کہ ابن صیاد دجال موعود ہے۔ پہر نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد کے باب متردد رہنا (یعنے حضرت عمر رض کو ارادہ قتل ابن صیاد کے وقت یہہ فرمانا کہ اگر ابن صیاد دجال موعود ہے تو تجہے اسکے قتل پر قدرت نہو گی۔ اور اگر یہ اور ہے تو اسکا قتل کرنا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیساکہ میرے ایک دوست نے بیان کیا ہے ابن صیاد کی حدیث کو ترجیح دیتے

بقیہ پرچہ نمبر ۳

اچہا نہین) تمیم داری کا قصہ سننے سے پہلے تھا۔ اور پہر جب تمیم داری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکا حال سن لیا تو آپکو یقین ہو گیا کہ دجال موعود وہی شخص ہے جو جزیرہ مین محبوس ہے۔ اور تمیم داری اُسکو دیکھ آیا ہے۔ پہر حدیث تمیم داری کی نسبت فتح الباری سے نقل کیا ہے۔ کہ اس حدیث کی راوی صرف فاطمہ بنت قیس ہی نہین ہے۔ بلکہ ابوہریرہ وعائشہ وجابرؓ بھی اس حدیث کی روایت مین فاطمہ کے ساتھہ شریک ہین۔ پہر ان اصحابؓ کی روایات حدیث تمیم داری کو کتب محدثین سے نقل کرکے انکا صحیح وحسن ہونا محدثین سے نقل کیا ہے۔ اسکے بعد صحیح مسلم سے پوری حدیث تمیم داری نقل کرکے صـ ۲۱۸ مین بیہقی سے نقل کیا ہے۔ کہ دجال کہن سال بڈہا ہے۔ پہر اس حدیث کی سند کی صحت نقل کرکے بیہقی سے نقل کیا ہے۔ کہ دجال اکبر جو آخیر زمانہ مین پیدا ہوگا ابن صیاد کے سواے کوئی اور شخص ہے۔ اور ابن صیاد منجملہ دجالین کذابین جنکے خارج ہونے کی آنحضرتؐ نے خبر دی ہے۔ ایک دجال ہے۔ اور جو لوگ ابن صیاد کو دجال سمجھتے تہے انہون نے قصہ تمیم داری نہ سنا تہا۔ پہر صفحہ ۲۱۹ مین اسکے مویدات فتح الباری سے نقل کرکے کہا ہے۔ اینست ملخص کلام فتح الباری وحاصلش اصح بودن دجال غیر ابن صیاد ست بوجہ آنکہ اعور باشد واز یہود باشد ودر یہودیہ ساکن بود الی غیر ذلک۔ واحادیث ابن صیاد ہمہ محتمل ست وحدیث جساسہ نص ست پس مقدم باشد ودر اشاعہ گفتہ وموید مرجح بودن او

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہین اور تمیم داری کی حدیث کو اپنی کتاب آثار القیامہ ہین ضعیف قرار دیتے

[illegible]

غیر ابن صیاد ست نیز یا کہ قصہ تمیم داری متاخر ست از قصہ ابن صیاد پس ہمچو*
ناسخ باشد برای او و نیز وقت اخبار آنحضرت صلعم باآنکہ دجال در بحر شام یا بحر یمن
لا بلکہ از طرف شرق برآید ابن صیاد در مدینہ بود پس اگر وی دجال می بود می فرمود کہ
وی در مدینہ است و نتوان گفت کہ این حرف بآن جہت نفرمود کہ مبادا او را بکشند
و خبر داد بانجام کار او زیرا کہ قتل شخصی قبل از اجل او نمے تواند شد ۔ و مقدر آنست کہ
قاتل وی نبی خدا عیسے بن مریم علیہ السلام ست و اگر ہم چنین مے بود بیان می کرد
آنحضرت ضئضئی** خوارج را ۔ا ہ

اس مضمون آثار قیامت اور عبارت نواب صاحب مرحوم کو قادیانی اور اسکا کذاب دوست دیکھکر شرمندہ نہون تو بجز لعنۃ اللہ علی الکٰذبین ؕ کیا کہا جائے ۔ مضمون و عبارت مذکور صاف پکار رہی ہے ۔ کہ نواب صاحب مرحوم نے ابن صیاد کے دجال ہونے کو ترجیح نہین دی اور نہ حدیث تمیم کی تضعیف کی ہے ۔

* ہمچو ناسخ یعنے ناسخ کی مانند یعنے اسکو بے اعتبار کرنے والا یہ اسلئے کہا ہے کہ حقیقۃً نسخ اخبار مین نہین ہوتا ۔ ناسخ کی مانند اسلئے ہوا کہ اس روایت تمیم نے ان روایات کو جنسے اسکے خلاف کا وہم پیدا ہوتا تھا بے اعتبار وکان لم یکن کر دیا ۔ حاشیۃ الحاشیہ

** ضئضئی بمعنے اصل ۔ یہ کلمہ بعض خارجیون کے حقمین آپنے فرمایا تھا ۔ کہ اسکے اصل یعنے نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین سے خارج ہونگے حاشیۃ الحاشیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہین۔ بہرحال اب یہ مصیبت اور رونے کی جگہ ہے یا نہین کہ ایک ہی کتاب مین جو بعد بخاری کے اصح الکتب سمجھی گئی ہے دو متعارض حدیثین ہین جب کہ ہم ایک کو صحیح مانتے ہین تو پھر دوسری کو غلط ماننا پڑتا ہے۔ ماسوا اسکے تمیم داری کی حدیث مین صاف

او۲ آپکا یہ رونا اور اظہار مصیبت و ماتم کرنا اس امر کا صریح اقرار ہے۔ کہ آپ صحیح مسلم ان احادیث کو جنمین ابن صیاد اور دجال کا ذکر ہے باہم متعارض و متخالف جانتے ہین۔ اور بناءً علیہ حدیث تمیم داری کو جسمین ابن صیاد کے سوا کسی اور شخص کو دجال کہا گیا ہے غلط و موضوع قرار دیتے ہین۔ اس تعارض اور غلطی کا آپ یقین نہ رکھتے تو یہ رونا نہ روتے اور ماتم نہ کرتے بلکہ یقین اور وثوق کے ساتھ یہہ کہتے کہ ان سب احادیث مین ایک ہی دجال ابن صیاد مراد ہے۔ لہذا یہ سب احادیث باہم متوافق اور صحیح ہین۔ آپکا ایسا نہ کہنا اور بر خلاف اسکے ان احادیث کے تعارض پر نوحہ کر کے ایک حدیث تمیم داری کو غلط قرار دینا صاف یقین دلاتا ہے۔ کہ اس حدیث کو آپ غلط موضوع جانتے ہین یہ احادیث صحیح مسلم پر آپ کا گیارہوان حملہ ہے۔

قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے آپ کے اس ماتم کو دیکھین اور پھر انصاف سے کہین کہ آپ صحت احادیث صحیحین کے قائل ہین یا منکر اور اشتہار یکم اگست مین آپکا اقرار تسلیم احادیث صحیحین دلی اقرار ہے یا منافقانہ اظہار۔

اب آپ کی اس مصیبت پر جسپر آپ رونا روتے ہین تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہہ مصیبت آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت۔ کیونکہ واقع اور حقیقت مین تمیم داری کی حدیث مین اور ان احادیث مین جنمین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے کوئی تعارض نہین۔ حضرت عمر و حضرت جابرؓ نے تو ابن صیاد کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لفظون مین لکھا ہے کہ وہی دجال جو تمیم داری نے دیکھا تھا کسی وقت خروج کرے گا۔ لیکن اسی مسلم کی حدیثین صاف صاف ظاہر کر رہی ہین کہ سو برس کے عرصے تک کوئی شخص زندہ نہین رہیگا۔ بلکہ پہلی حدیث مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہا کر بیان فرمایا ہے کہ اس وقت سے سو برس تک کوئی جاندار زمین پر زندہ نہین رہیگا۔ اب اگر ابن صیاد اور گرجا والا دجال جاندار اور مخلوق ہین تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ مر گئے ہون۔ اب یہ دوسری مصیبت ہے کہ دونو حدیثون کے صحیح ماننے سے پیش آتی ہے۔ آپ فرماوین کہ ہم کیونکر ان دونو کو باوجود سخت تعارض کے صحیح مان سکتے ہین۔ پس اب بجز اسکے اور کیا راہ ہے کہ ہم ایک حدیث کو غیر صحیح کہین غرض کہانتک

دجال معہود ہونے کا ذکر ہی نہین کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسکو مسیح دجال کہا ہے سو یہ اونکا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری کا معارض نہین ہوسکتا چنانچہ حواشی ص۲۳۷ مین بیان ہوا۔ پھر یہ مصیبت کیا ہے اور یہ رونا کیسا

یہ مصیبت پر مصیبت کا اظہار اور سخت تعارض احادیث صحیح مسلم کا اشتہار ص۱ و
اور عدم تسلیم صحت احادیث ایک جانب کا اقرار صاف اقبال ہے کہ آپ ص۲۳۲
صحیح مسلم کی حدیث تمیم داری کو صحیح نہین جانتے اور جو اشتہار یکم اگست مین تسلیم صحت کا اقرار کرتے ہین وہ منافقانہ اقرار ہے آپکا دلی اعتقاد یہی ہے جو بار بار آپ کے مونہہ پر آتا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیح مسلم پر بار ہواں حملہ ہے۔ حملہ ۱۲
قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے ایمان و انصاف کو کام مین لاکر کہین کہ وہ صحیح مسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اس مصیبت بار دوم پر دوبارہ انکی تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہ مصیبت بھی آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان کیا جائے

اور جن احادیث ثلثہ صحیح مسلم مین یہ ذکر ہے کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی زندہ نرہیگا۔ وہ حدیث تمیم داری کی معارض ومخالف نہین ہے۔ ان احادیث مین ان ساکنین مدینہ یا زمین عرب کا جو اسوقت تک پیدا ہو چکے تھے حال وفات بیان ہوا ہے نہ کل زمین کے ساکنین کا یا ساکنین بحر وجزائر کا اور حدیث تمیم داری مین جس دجال کا قرب قیامت تک زندہ رہنا بیان ہوا ہے وہ عرب کی زمین مین نہین بلکہ سمندر کے ایک مشرقی جزیرہ مین ہے۔ پہر ان احادیث مین اور حدیث تمیم داری مین تعارض کہان ہوا۔ ان احادیث مین زمین سے خاص کر زمین عرب کا مراد ہونا ایسا ہے جیسا کہ آیہ منقولہ حاشیہ مین زمین سے محاربین کا وطن مراد ہے،

انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله ان یقتلوا او یصلبوا ان تقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض۔ مائدہ ع ۵ ۔	اور اس زمین سے نکالدینے سے انکو جلا وطن کرنا مراد ہے

محدثین کرام ان احادیث کے یہی معنے کرتے ہین اور بناءً علیہ ان احادیث کی حکم سے حضرت خضر وحضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ابلیس علیہ اللعنۃ کا مستثنے ہونا بیان فرماتے ہین ॥

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے کہ ان (سو برس والی) احادیث سے بعض شاذ ونادر محدث لوگون نے حضرت خضر کی موت پر استدلال کیا ہے۔ مگر جمہور محدثین انکو زندہ سمجھتے ہین۔ اور ان احادیث کے یہ معنے بیان

وقد احتج بهذه الاحادیث من شذ من المحدثین فقال الخضر علیه السلام میت والجمهور علی حیوته کما سبق فی باب فضائله ویتاولون	کرتے ہین کہ (ان مین زمین کے باشندون کا حال بیان ہوا ہے) اور حضرت خضر دریا مین رہتے تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جسقدر بعض احادیث مین تعارض

هذه الاحاديث على انه كان على البحر لا على الارض او انها عام مخصوص (شرح مسلم صفحہ ۲۱۰ ج ۱-)

یا ان احادیث مین عام لوگونکا حال بیان ہوا ہے جنسے حضرت خضر کے مخصوص و مستثنے ہین۔

اور قسطلانی نے شرح بخاری مین فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

لا يبقى ممن هو على ظهر الارض احد ممن ترونه او تعرفونه عند مجيئه او المراد ارضه التي نشأ بها ومنها بعث كجزيرة العرب المشتملة على الحجاز وتهامة ونجد فهو على قوله تعالى او ينفوا من الارض اى بعض الارض التي صدرت الجناية فيها فحينئذ ال للاستغراق وبهذا يندفع قول من استدل بهذا الحديث على موت الخضر ع كالمؤلف او يحتمل ان يكون الخضر في غير هذه الارض المعهودة ولئن سلمنا ان ال للاستغراق فقط لا احد عموم محتمل اذ على وجه الارض الجن والانس والعمومات يدخلها التخصيص بادنى قرينة (قسطلانی صفحہ ۲۰۸ ج ۱-)

اس قول سے کہ کوئی پشت زمین پر نہ رہے گا یہ مراد ہے دیکھتے ہو یا جب وہ تمہارے آوین تو تم اسکو پہچان لو وہ لوگ فوت ہوجائینگے۔ یا یہ مراد ہے کہ اس زمین کے لوگ فوت ہوجائین گے جسمین آپ پیدا ہوے۔ اور نبی ہو کر آئے یعنے جزیرہ عرب جسمین حجاز۔ تہامہ نجد۔ تینون حصہ شامل ہین (اس صورت مین یہ قول نبوی ایسا ہے جیسا یہ قول خداوندی ہے۔ کہ محاربین زمین سے نکال دیے جائین۔ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اس زمین سے نکالے جاوین جسمین اُنسے جرم بغاوت صادر ہوا ہو۔ اس صورت

مین الف ولام استغراق کے لئے نہین ہے۔ یعنی جو تمام حصص زمین کو شامل ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وتخالف پایا جاتا ہے

اس تقریر سے ان محدثین کا قول جو اس حدیث سے حضرت خضرؑ کی موت پر استدلال کرنے مین رد ہوتا ہے۔ کیونکہ انکے جواب مین یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسوقت حضرت خضرؑ زمین عرب مین نہ تھے اور اگر ہم یہ بہی بطور فرض مان لین کہ یہ الف لام استغراق کے لئے ہے تو پہر یہ کہہ سکتے ہین کہ حضرت خضرؑ اس سے مستثنےٰ ہین"

عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ اس حدیث مین زمین سے وہ شہر (مدینہ) مراد ہے جسمین آنحضرتؐ موجود تھے۔ چنانچہ اس قول خداوندی سے کہ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔ مدینہ مراد ہے۔

> وقیل اراد النبی صؐ بالارض البلدة التی هو منها وقال تعالی الم تکن ارض الله واسعة یرید المدینة۔
>
> (عینی شرح بخاری)

بخاری کی بعض شروح مین ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین کا لفظ کہنے سے ملائکہ اور حضرت عیسیٰ جدا ہوئے۔ بخاری نے اس حدیث سے حضرت خضر کی وفات پر استدلال کیا ہے مگر جمہور محدثین اسکے مخالف ہین اور وہ کہتے ہین کہ یہ ایک عام بات فرمائی ہے جس سے حضرت خضرؑ مخصوص ہین۔ یا یہ کہ اسمین زمین والونکا حال بیان ہوا ہے۔ اور

> قوله ظهر الارض احترازا عن الملائکة وعیسی علیهم السلام واحتج به البخاری وغیره علی موت خضر۔ والجمهور علی خلافه واجابوا بانه عام مخصوص البعض او کان فی البحر ولا یعترض بهاروت وماروت لانهما لیسا ببشر وکذا الجواب فی ابلیس قال العینی الاوجه ان یقال المراد ممن هو علی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اوس کے بیان کرنے

ظہر الارض امتہ امتہ اجابۃ کانت او دعوۃ و عیسی و خضر لیسا داخلین فی الامۃ والشیطان لیس من بنی ادم (ہامش بخاری ص)

حضرت خضر دریا مین ہین۔ ہاروت وماروت کے موجود ہونے سے بہی بیان اعتراض نہین پڑتا کیونکہ وہ دونو بشر نہین۔ ایساہی ابلیس کے موجود ہونے پر اعتراض ... ہے۔ عینی نے کہاہے کہ بہت ہا وجہ جواب یہ ہے اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اپنی امت کا حال بیان کیاہے۔ اور حضرت عیسے وحضرت خضر اس امت سے نہین ہین۔ اور شیطان جو موجود ہے تو وہ بنی آدم سے نہین ؛؛

قادیانی نے اپنے اس قول کی شرح مین زبانی یہ تقریر کی تہی کہ یہ بات کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار زمین پر نہ رہیگا۔ آنحضرتؐ نے سوال قیامت کے جواب مین فرمائی تہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث مین قیامت قائم ہونے اور تمام زمین کے زندہ اشخاص کے مرجانے کی خبر دی گئی ہے۔

یہ بات آنجناب نے اپنے خسر دوم منشی ناصر نواب کو بہی زبانی کہی تہی اور اسکی تصدیق کے لئے مشکوۃ کے صفحہ ۴۸۲ مین ایک حدیث دکہاکر اسکا مطلب یہ سمجہایا تہا کہ آنحضرت صلعم سے لوگون نے وقت قیامت سے سوال کیا تو آپنے یہ فرمایا کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی نہ رہیگا۔　اس کے بعد زبانی تقریر مین قادیانی صاحب نے فرمایا تہا کہ اس قول نبوی سے زمین سے کوئی خاص زمین مراد ہو تو یہ قول سوال قیامت کا جواب نہین بنتا۔ کیونکہ کسی ایک زمین کے زندہ اشخاص کے فوت ہوجانے سے قیامت کا قائم ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔ قیامت تب ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ قول سو...

کوئی زمین پر زندہ رہے...

اور قیامت کا ہنگامہ برپا ہوتا ... قیامت

کے جواب سے اعراض و انکار کرکے فرمایا تھا۔ لوگون نے آپ سے وقت قیامت سے سوال کیا۔ آپنے جواب مین وقت قیامت سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور صاف فرما دیا کہ وقت قیامت کا علم تو مجھے نہین ہے۔ یہ علم تو خدا تعالے ہی سے مخصوص ہے۔ ہان مین یہ بات قسم سے کہتا ہون کہ جو لوگ آج کے دن تک زمین پر موجود ہو چکے ہین وہ سو برس کے بعد زندہ نہ رہینگے۔

اصل حدیث یہ ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۱۰ مین ہے اور وہی حدیث مشکوۃ مین بصفحہ ۴۰۲ منقول ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ تاتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ یومئذٍ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اوس کے بیان کرنے

> ظہر الارض امتہ امتہ اجابۃ کانت او دعوۃ و عیسیٰ و خضر لیسا داخلین فی الامۃ والشیطان لیس من بنی ادم (ہامش بخاری صت)

حضرت خضر دریا مین ہین۔ ہاروت وماروت کے موجود ہونے سے بہی بیان اعتراض نہین پڑتا۔ کیونکہ وہ دونو بشر نہین۔ ایساہی ابلیس کے موجود ہونے پر اعتراض ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ بہت بادرجے یہ ہے اس حدیث مین آنحضرتؐ نے اپنی امت کا حال بیان کیا کے معنے سمجہنے حضرت عیسےٰ و حضرت خضر اس امت سے نہین گنے جاتے ہین۔ آنحضرت صلی

> علیہ وسلم لا یبقیٰ بنی آدم سے ہیں الیوم علی الارض احد یرید بذالک ان ینخرم ذلک القرن۔ (صحیح مسلم صنہ ۳۱۰)

علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تہا کہ جو آجتک پیدا ہو چکے ہین وہ سو برس کے بعد نرہینگے جس سے آپکا مقصود یہ تہا کہ آپ کا قرن سو برس کے بعد گزر جائے گا۔

یہ قول ایک جلیل الشان صحابی (ابن عمرؓ) کا ہی اسباب مین **نص** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سوالِ قیامت کا جواب نہین تہا۔ اوراس سے قیامت برپا ہونے کی خبر دینا مقصود نہ تھا۔ بلکہ بیان انقضاء قرن مقصود تہا۔ اور جب اس قول سے جواب سوال قیامت مقصود نہوا تو پہر اس سے تمام زمین کے زندہ اشخاص کا فوت ہوجانا مراد ٹہرانا ضروری نہوا۔ کیونکہ یہ بقول قادیانی اسی صورت مین ضروری تہا جبکہ یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا۔ اور اس سے قیامت ہونے کی خبر دینا مقصود حضرت رسالت ہوتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مگر اس جگہ

لفظ قرن کو (جسکے گزر جانے کا بیان بقول حضرت ابن عمرؓ مقصود حضرت رسالت تہا) **دیکھا** جائے تو اس سے بہی **تمام زمین** کے لوگون کا مراد نہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت ؐ کے اہل قرن وہی لوگ کہلاتے جو آپ سے شرف صحبت و ملاقات رکہتے تھے نہ تمام دنیا کے لوگ

حدیث مشہور خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم مین آنحضرت ؐ نے اپنے قرن والون کو بہترین اہل زمانہ فرمایا ہے۔ پھر انکو جو انکے قریب ہون پہر انکو جو انسے متصل ہون۔ اور اس قول سے ان تینون زمانون کے تعامل عام کو حجت ٹہرایا ہے۔ کیا اس حدیث مین ان تین زمانون کے تمام دنیا کے لوگون کو (یورپ مین ہون خواہ ایشیا مین یا امریکہ و چین وغیرہ مین) آنحضرت ؐ نے بہتر کہا اور ان کے تعامل کو حجت ٹہرایا ہے۔ ہرگز نہین۔

مجمع البحار جلد سوم کے صفحہ ۱۲۶ مین نہایہ جزری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت

قرنہ اصحابہ علی الصحیح وقیل قرنہ ما بقیت عین رأتہ والثانی ما بقیت عین رأت من راہ والثالث کذلک	کا قرن بنا بر قول صحیح آپکے اصحاب تھے بعض کا قول ہے کہ آنحضرت کا قرن اسوقت تک ہے کہ آپ کو دیکھنے

مجمع البحار

والی آنکھ رہے۔ دوسرا قرن اسوقت تک ہے کہ آپکو دیکھنے والون کو دیکھنے والی آنکھ رہے۔ ایسا ہی تیسرا قرن ہے۔

اور اسے **مجمع البحار** جلد ثالث کے صفحہ ۱۲۲ مین طیبی سے نقل کیا ہے

قرنہ اصحابہ والثانی ابنائہم	کہ آپکا قرن آپ کے اصحاب تہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی قدر کافی ہے

والثالث ابناء ابنا ئهم وقيل كل طبقة مقترنين في وقت والصحيح ان قرنه الصحابة والثاني التابعون والثالث تابعوهم وقد ظهر ان مدة ما بين البعثة الى اخر من مات من الصحابة مائة وعشرون بالتقريب وان نظر الى وفاته كان مائة اما قرن التابعين فان اعتبر من سنة مائة كان نحو خمسين فظهر ان مدة القرن مختلف باعتبار اعمار اهل كل زمان - واتفق ان اخر اتباع التابعين من عاش الى عشرين ومائتين وفيه ظهر البدع ظهورا فاشيا واطلقت المعتزلة السنتها ودفعت الفلاسفة رؤسها

دوسرا قرن اونکے بیٹے - تیسرا قرن اونکے پوتے - بعض کا قول ہے - قرن وہ لوگ ہین جو کسی وقت مین ملے ہون - مگر صحیح یہ تفسیر ہے کہ آنحضرت کا قرن آپ کے اصحاب ہین - دوسرا قرن تابعین کا - تیسرا قرن تبع تابعین کا - اور یہ امر ظاہر ہے کہ آنحضرت ؐ کے مبعوث (نبی) ہونے کے وقت سے آخری صحابی کی موت تک تقریبًا ایکسو بیس برس ہوتے ہین اور اگر آنحضرت کے سال وفات سے (جس سے ایک مہینہ پیشتر آپنے وہ قول سو برس تک کسی زندہ نرہنے کا فرمایا تھا چنانچہ صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۱۱ اور مشکوۃ مین بصفحہ ۴۷۷ تصریح ہے) حساب کیا جاوے تو ایک سو برس ہوتے ہین - تابعین کا قرن اس سو برس کے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور ستر برس تک ختم ہوتا ہے - اور تبع تابعین کا قرن اسکے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور پچاس برس تک ختم ہوتا ہے - اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ قرن ہر ایک زمانہ والون کی عمر کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے - اور اسپر اتفاق ہے کہ آخری تبع تابعین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب ظاہر ہے کہ اگر تمام حدیثین روایت کے طور سے یقینی الثبوت ہوتمیں تو یہ خرابیان کاہیکو پڑتین اب مین خیال کرتا ہون کہ مین

دوسو بیس برس تک زندہ رہا ہے۔ اسکے بعد بدعت وفساد کا عام شیوع ہوگیا۔ معتزلہ نے زبان کو کھولا۔ فلاسفہ نے سر اٹھایا وغیرہ وغیرہ"

ان عبارات کی شہادت سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت م کے قرن سے جسکے گذر جانے کی بقول حضرت ابن عمر آنحضرت نے اس قول مین خبر دی تھی صحابہ مراد ہین۔ جو عرب وغیرہ بلاد کی زمین مین رہتے تھے آنحضرت نے اس قول مین ان ہی کے فوت ہو جانے کی خبر دی تھی نہ تمام دنیا کے لوگونکی۔ آپ کے قرن سے سارے دنیا کے لوگون کو مراد ٹھرایا جائے تو آنحضرت کی اس حدیث مشہور مین جو لفظ قرن وارد ہے اس سے بھی تمام دنیا کے لوگ مراد لینا اور انکا بہتر ہونا اور انکے تعامل کا حجت ہونا لازم آئیگا جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہو سکتا۔ اس بیان سے ثابت ہے کہ قادیانی فن حدیث سے ناواقف ہوکر ناحق دخل درمعقولات دیتا ہے۔ اور احادیث صحیحہ کے غلط معنے کرکے انکو باہم متعارض ٹھراتا اور مسلمانون کو دھوکہ وضلالت مین ڈالتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سو برس والا واقع مین حدیث دجال کو متعارض نہین اور دجال کے موجود ہونے کی نفی کرتا۔

قادیانی

۵ جملہ احادیث کو یقینی الثبوت کہنے کا جواب بارہا دیا گیا۔ ان مین تعارض کا عدم وقوع بھی ظاہر کیا گیا۔ آپ بار بار اسی بات کا اعادہ کرتے اور خروج از بحث کا ارتکاب عمل مین لاتے ہین جسکی یہ پانچوین دفعہ ہے۔

خروج پانچوین دفعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپکے سوال کا پورا پورا جواب دے چکا ہون۔ کیونکہ جس حالت مین یہ ثابت ہو گیا کہ حدیثین بوجہ اپنی ظنی حالت اور تعارض اور دوسری وجوہ کے یقین کامل کے مرتبہ پر نہین ہے اسلئے وہ بجز شہادت و موافقت قرآن کریم یا عدم خلاف اسکے حجت شرعی کے طور سے کام مین نہین آسکتین اور قانون روایت کے رو سے اونکا وہ پایہ ہرگز تسلیم نہین ہو سکتا جو قرآن کریم کا پایہ ہے۔ سو بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے۔

۱۹ جولائی — مرزا غلام احمد — سنہ ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ۵ - از جانب خاکسار

آپنے میرے سوال کا جواب پھر بھی صاف نہین دیا۔ اور نفرمایا کہ احادیث کا قانون روایت بجز اس عقلی پیمانہ کے کہ موافق قرآن ہون تو مقبول ورنہ مردود یعنی پیمانہ صحت کیا ہے اور اصول روایت کے رو سے احادیث صحیحین صحیح ہین یا نہین

سله پورا چھوڑ ادھورا جواب بھی نہین دیا۔ اور نہین بتایا کہ احادیث صحیحین اصول روایت کی رو سے صحیح ہین یا سب کے سب غیر صحیح یا بعض صحیح بعض موضوع۔ ہمارے سوال کا یہی جواب تھا جسکا کوئی حصہ بھی آپ کی تمام کلام مین پایا نہین جاتا۔ پورا جواب کہان۔

٢له احادیث صحیحین کا واجب العمل ہونا باوجود ظنی تسلیم ہونے کے شرط توافق قرآن کریم سے مشروط نہین۔ وہ احادیث بلا مراجعت قرآن واجب العمل ہین۔ اور کوئی حدیث صحیحین قرآن شریف کے مخالف نہین۔

٣له یہ ہمپایہ ہونا کسنے کہا۔ اور کسنے اس سے سوال کیا۔ یہ چھٹی دفعہ آپنے بحث سے خروج کیا۔ کہ ایک ایسے امر سے تعرض کیا جس سے بحث و سوال نہ تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مگر آپکے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کسی حدیث کو بخاری و مسلم کی کیون نہو صحیح و لائق قبول نہین جانتے جبتک کہ اوسکا مطابق قرآن ہونا ثابت نہو۔ و بناءً علیہ اُن کتب کی احادیث کی نسبت یہ عام حکم نہین لگاتے کہ وہ صحیح ہین یا موضوع ہین۔ اور نہ یہ تفصیل و تشقیق کر سکتے ہین کہ فلان حدیث صحیح ہے فلان موضوع بجز احادیث متعلقہ ابن صیاد و دجال جنکی ایک جانب کو آپ موضوع جانتے ہین۔ آپکے کلام کا یہی مطلب ہے تو آپ صرف ہان کہدین اور اوس کے ساتھ یہ بھی بیان فرماوین کہ اس اعتقاد و بیان مین سلف صالحین سے آپکا

---

۵۱ ہمارے اس اظہار مفہوم پر بعض دجاجلہ اتباع قادیانی نے اعتراض کیا ہے۔ کہ جب تمکو اس مفہوم کا علم و اعتراف ہے تو پھر کیون لکھتے چلے گئے ہو کہ ہمارے سوال کا جواب نہین دیا۔ اس کے جواب دو ہین۔ اول یہ کہ اس مفہوم کی نسبت قادیانی سے اسی مقام مین یہ سوال کیا گیا ”ہماری کلام کا یہی مطلب ہے تو صرف ہان کہدو“ تو اسنے اسکے جواب مین ہان نہین کہا۔ لہذا سوال و استفسار کا حق رہا۔ جواب دوم یہ کہ یہ مفہوم قادیانی کے لفظ لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ مگر ہم اس سے صاف اقرار کرانا چاہتے تھے۔ اور عوام اہل حدیث پر جو اسکو اہل حدیث اور قائل صحت صحیحین جانکر اسکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین اسکا منکر صحت صحیحین ہونا اسکے اقرار سے ثابت کرنا پیش نظر رکھتے تھے۔ سو اگرچہ اسنے یہ صریح اقرار نہین کیا۔ مگر بار بار کا مفہوم و اشارہ بھی صریح اقرار کے مانند ہو جاتا ہے۔ اسیوجہ سے ہمنے تحریر نمبر ۸ مین اسکو یقیناً منکر صحت صحیحین ٹھرا دیا اور اسپر جو حکم مناسب تھا لگایا۔

۵۲ یہ وہی سوال ہے جسکا ذکر حاشیہ سابق مین ہے۔ قادیانی نے اسکا جواب صاف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کون امام علی ہے - اور آپ سے پہلے کون اسکا قائل - اسکا مطلب کچھ اور ہے تو وہ بیان کرین نمبر ۲ - آپنے یہ بھی بیان کیا کہ تم کتب احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے برابر سمجھتے ہو - اسکی نسبت یہ سوال ہے کہ میرے کس لفظ سے آپنے یہ مطلب سمجھا ہے نمبر ۳ - آپنے یہ دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث اجتہادی فرمائی ہین - اس سے آپکا یہ مقصود ہے کہ وہ وحی الٰہی نہین ہے یا کچھ اور ہے یہی ہے تو فرمایئے کہ احادیث متعلقہ ابن صیاد اسی قسم اجتہادی سے ہین یا نہین - نمبر ۴ - آپنے لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اجماع تھا کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اس پر کتب حدیث مین کہان شہادت پائی جاتی ہے - جس سے اجماع ثابت ہو - مگر اسکے ساتھ یہ بھی بیان کرین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے - نمبر ۵ - آپ نے دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے - کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون - کتب حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے -

نمبر ۶ - آپ نے جو مضمون اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے - اوسکی تصحیح نقل کرین اور اس کے ساتھ یہ بھی بیان کرین کہ اس امر کی نسبت مین نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہے

ان سوالات کا آپ جواب دین گے تو آپ کی طولانی جواب پر مفصل بحث ہوگی بلا حصول جواب سوالات مذکورہ اوسپر تفصیلی بحث نہین ہو سکتی -

۳۱ - جولائے   ابو سعید محمد حسین   ۱۸۹۱ء

نہین دیا - اور "ہان"۔ قلم و مونہہ سے نہ کہا -

۵ ناظرین خیال کرین کہ ہمنے کس اعتقاد و بیان مین قادیانی کے امام کا نام دریافت کیا ہے - اور قادیانی نے جواب مین کس مسئلہ مین اپنے لئے امام کا غیر ضروری ہونا بتایا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریر نمبر ۵ - از جانب قادیانی

میری طرف سے مکرر گذارش یہ ہے کہ ائمہ حدیث جس طور سے صحیح اور غیر صحیح حدیثون مین فرق کرتے ہین اور جو قاعدہ تنقید احادیث انہون نے بنایا ہوا ہے وہ تو ہر یک پر ظاہر ہے۔ کہ وہ راویون کی حالات پر نظر ڈالکر باعتبار انکے صدق یا کذب اور سلامت فہم یا عدم سلامت اور باعتبار انکے قوت حافظہ یا عدم حافظہ وغیرہ امور کے جنکا ذکر اس جگہ موجب تطویل ہے کسی حدیث کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کی نسبت حکم دیتے ہین۔ مگر انکا کسی حدیث کی نسبت یہ کھنا کہ یہ صحیح ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ وہ حدیث من کل الوجوہ مرتبہ ثبوت کامل تک پہونچ گئی ہے جسمین امکان غلطی کا نہین بلکہ انکا مطلب صحیح کہنے سے صرف اسقدر ہوتا ہے کہ وہ بخیال انکے اُن افات اور عیوب سے

۱؎ محدثین پر ظاہر ہونے مین کیا شک ہے۔ مگر آپ پر تو وہ قاعدہ تنقید ایسا مخفی ہے جیسے شب پر آفتاب۔ آپکے الفاظ "سلامت فہم وغیرہ" جنکی پیچھے کر (تحریر نمبری ۸) مین آپنے تاویل کی ہے بتا رہی ہین۔ کہ آپ اس کوچہ مین کبھی نہین گزرے۔

۲؎ موجب تطویل نہ کھئے یہ فرمایئے ہمکو انکا علم نہین۔ مگر یہ تب ہو جبکہ آپ کو بے ریائی و اخلاص سے کوئی تعلق ہو۔ یہان تو تمام سلسلہ کی بنا ہی بناوٹ اور جھوٹ اور تکلف اور نمائش پر ہے۔ پھر لاعلمی کا اقرار کیونکر ہو۔

۳؎ جسقدر ثبوت عمل کے لئے کافی ہے وہ تو کامل و مکمل احادیث صحیحین کو حاصل ہے۔ رہی آپ کی قید عدم امکان غلطی سو محض دھوکہ ہے۔ عمل کے لئے یہ امر ضروری نہین ہے اور حدیث صحیح باوجود امکان غلطی واجب العمل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر ایسے جو غیر صحیح حدیثون مین پائے جاتے ہین اور ممکن ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے کے پھر بھی واقعی؎۱ اور حقیقی طور پر صحیح نہو۔ غرض علم حدیث ایک ظنی علم ہے جو مفید ظن ہے۔ اگر کوئی اجگہہ یہ اعتراض کرے کہ اگر احادیث صرف مرتبہ ظن تک محدود ہین تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال جو محض حدیثون کے ذریعہ سے مفصل طور پر دریافت کئے گئے ہین وہ سب ظنی ہون تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بڑے دہوکہ کی بات ہے کہ ایسا سمجہا جائے کہ یہ تمام اعمال محض روایتی طور پر دریافت کئے گئے ہین۔ وبس بلکہ انکے یقینی ہونے کا یہ موجب ہے کہ سلسلہ تعامل؎۲ ساتھہ ساتھہ چلا آیا ہے۔ اگر فرض کرلین کہ یہ فن حدیث دنیا مین پیدا نہوتا پھر بھی یہ سب اعمال و فرائض دین سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے یقینی طور پر معلوم ہوتے۔ خیال کرنا چاہیے کہ جس زمانہ

؎۱ صحیحین کی احادیث واقعی صحیح نہون تو انکی صحت پر قسم کہانے سے کفارہ لازم آوے حالانکہ یہ کفارہ لازم نہین ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر نمبری ۸۔ مین اسکا بیان آتا ہے ان کتابون کی صحت پر امت کا اتفاق واقعی صحت کا مثبت ہے۔ کیونکہ امت اپنے اتفاق مین معصوم ہے اسکا بیان بہی نمبری ۸۔ مین ہے۔

؎۲ نماز وروزہ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال کے اتفاقیہ　ارکان گو تعامل سے ثابت و معلوم ہین۔ مگر انکی اختلافی اجزا و مسائل تعامل سے ثابت نہین۔ انکا ثبوت احادیث ہی سے ملتا ہے۔ حدیث نہو توان مسائل کے ثبوت کا پتہ نہ لگے۔ آن پر تعامل پایا جاتا تو انمین اختلاف واقع نہوتا۔ قادیانی جو ان سب کو تعامل سے ثابت بتاتا اور انکو یقینی ٹھراتا ہے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ تعامل کے معنے جانتا ہے اور نہ ان اختلافات سے واقف ہے جو ان اعمال کی اجزا و مسائل مین پائے جاتے ہین۔ اسکی تفصیل بہی ہماری نمبری ۸۔ اور اسکے حواشی مین ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک حدیثین جمع نہین ہوئی ہین کیا اسوقت تک لوگ حج نہین کرتے تھے یا نماز نہین پڑھتے تھے یا زکوۃ نہین دیتے تھے۔ ہان اگر یہ صورت پیش آتی کہ لوگ ان تمام احکام واعمال کو یکدفعہ چھوڑ بیٹھتے اور صرف روایتون کے ذریعہ سے وہ باتین جمع کی جاتین تو بے شک یہ درجہ یقین وثبوت تام جو اب انہین پایا جاتا ہے ہرگز نہوتا سو یہ ایک دھوکہ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کے ذریعہ سے صوم وصلوۃ وغیرہ تفاصیل معلوم ہوئی ہین بلکہ وہ سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے معلوم ہوتے چلے آئے ہین۔ اور درحقیقت اس سلسلہ کو فن حدیث سے کچھ تعلق نہین وہ تو طبعی طور پر ہر یک مذہب کو لازم پڑا ہوا ہوتا ہے اور میرا مذہب احادیث بخاری اور مسلم کی نسبت یہ نہین ہے کہ مین خواہ نخواہ انکی کسی حدیث کو موضوع قرار دون بلکہ مین ہر یک حدیث کو

۵۱ اے ناخدا ترس مسلمانون کو دہوکہ دینے والے مفتری احادیث وہی نہین کھلاتین جو کسی کتاب مین جمع ہون اور لکھی ہی جا چکی ہون۔ صدر اول مین تو احادیث زبانی روایت کیجاتی تہین اور سینون مین محفوظ تہین۔ اور ان ہی حدیثون کی ہدایت کے موافق صدر اول کے لوگ نماز و روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ اعمال وارکان اسلام بجالاتے اور کسیوقت مین وہ احادیث سے مستغنی نہین ہوئے۔ حدیث نہوتی تو اسلام کے ایک رکن پر مطلق عمل جاری نہوتا۔ تعامل کیسا اور کسکا۔

۵۲ ان اعمال کے جملہ ارکان ومسائل کا یقینی ثبوت انکو ہوگا۔ مسلمان تو عموماً اون کی اختلافی تفصیلات کے لئے وہی مرتبہ ثبوت تجویز کرتے ہین جو احادیث صحیحہ کا مرتبہ ثبوت ہے۔ یعنی ثبوت بظن غالب یہی وجہ ہے کہ ان اختلافی مسائل مین ایک فریق دوسرے کی تکفیر وتفسیق نہین کرتا۔

۵۳ خواہ نخواہ کیون موضوع کہینگے۔ آپ کوئی وجہ نکالکر موضوع قرار دینگے۔ مخالفت قرآن کی وجہ وجیہ آپ کو ہاتھ لگ گئی ہے۔ جس حدیث کو چاہا مخالف قرآن قرار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن کریم پر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہون - اگر قرآن کریم کی کوئی آیت صاف اور کھلے کھلے طور پر انکی مخالف نہو تو مین بسر وچشم اسکو قبول کرونگا - بلکہ اگر مخالفت بھی ہو تو کوشش کرونگا - کہ وہ مخالفت اوٹھ جاے لیکن اگر کسی طور سے وہ مخالفت دور نہ ہو سکے تو پھر البتہ کھونگا کہ اس حدیث کے بیان کرنے مین تغیر الفاظ یا پیرایہ بیان مین کچہ فرق آگیا ہو گا یا جو کچھ کسی صحابی نے بیان فرمایا ہوگا اسکے تمام الفاظ تابعی وغیرہ کے حافظہ مین محفوظ نہین رہے ہونگے - مگر ابتک تو مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قرآن مجکو ملی ہو - جسکی مین کسی وجہ سے تطبیق نہ کرسکا بلکہ جو کچہ بعضی احادیث مین کچہ تعارض پایا جاتا ہے خدا تعالی نے اس تعارض کو دور کرنیکے لئے میری مدد فرمائی ہے -

دیگر موضوع قرار دیدیا - جیسا کہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کو آپنے مخالف قرآن وتوجیہ قرآن قرار دیکر موضوع قرار دیدیا ہے نمبر ۴ کے صفحہ ۱۱۶ - ۱۲۵ - ۱۲۷ مین فتوے ملاحظہ ہو -

۵۲اور جس طور سے تطبیق احادیث بقرآن آپ کرتے اور اسکو خدا کی مدد سمجھتے ہین وہ صریح انکار احادیث سے بدتر ہے - آپ اگر ان احادیث کی نسبت (جنکو بزعم خود قرآن کے مخالف سمجھتے) صاف یہ کہدین کہ یہ احادیث موضوع ہین تو اس سے اسلام اور مسلمانون کا کچہ نقصان نہو - مسلمان اس دعوے موضوعیت مین آپ کو مبتدع سمجھین اور ان احادیث کا موافق قرآن ہونا علماء اسلام دریافت کرلین - مگر جب ناواقف اردو خوان مسلمان آپ کی کلام مین ان احادیث کو قرآن سے تطبیق دیکھتے ہین اور ایسے ایسی معانی سنتے ہین - جو زمانہ حضرت رسالت سے اسوقت تک کسی مسلمان کے خیال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہان مین دعوے

مین نہین آئی تو وہ اس سے سخت گمراہ ہوتے ہین - اور وہ ان احادیث کے ظاہری معانی کو جو ابتدا سے آجتک مسلمانون مین متوارت چلی آئے ہین اور حقارت کی نگاہ سے دیکھکر انسے انکاری ہو جاتے ہین جسکا نتیجہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ پورے ملحد و باطنی ہو جاوینگے - اور صوم وصلوۃ کی ظاہری معانی سے ہی انکار کرینگے - اسکی تمثیلات فتح اسلام اور ریویو مین بکثرت بیان ہوئی ہین اس مقام مین ایک مثال ذکر کی جاتی ہے -

حدیث اتفاقی صحیحین مین آیا ہے کہ مسیح آوینگے تو وہ خنازیر کو قتل کرینگے جس سے مراد یہ کہ وہ خنزیر پالنے اور اسکو کام مین لانے کو موقوف کر دینگے - موجودہ خنزیرون کو قتل کا حکم دینگے اور آیندہ خنزیر رکھنے سے لوگون کو روک دینگے -

آپنے جب دیکھا کہ عام دنیا کو خنزیر پالنے سے روکنا تو ریاست و سیاست کا کام ہے - اور حاکم وقت کے سوا کسی سے ممکن نہین ہے - اور آپ کا حکم تو خاص کر قادیان کے ایک محلہ مین ہی نہین چلتا - حکم کیسا آپکو تو اپنی جان بچانے کی لالی پڑی ہوئی ہین - قادیان مین سب چھپاکر زندگی بسر کر رہے ہین - دہلی گئے تو پولیس کی پناہ مین رہے - پھر آپ مسیح موعود نہین تو کیونکر نہین یہ سوچکر آپنے پہلے اس حدیث کے معنے کو بگاڑا - اور اسکے لائق کر دیا کہ آپکے بے علم اتباع کی نظر مین انکا مخالف قرآن ہونا دکھائی دے - اور کہا کہ اس حدیث کے ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت مسیح جنگلون مین خنزیرون کا شکار کھیلتے پھرینگے - اور چوہڑی (رہینگی) اور ساتھ ہی (پنجاب مین ایک قوم ہے جو چوہڑون کی طرح مردار کھاتے ہین) گھنڈ لیے اور سکھ اور شکاری کتے آپکے ساتھ ہون گے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہین کرسکتا

پیران معنے کے مخالف قرآن نے نبوت مین فرمایا کہ یہ معنے نبی کی اس شان کے برخلاف ہین جو قرآن کریم سے ثابت ہے - لہذا یہ حدیث اپنے ظاہری معنے کے روسے قرآن کریم کے مخالف ہے - پھر اسحدیث کے قرآن سے تطبیق کرنے کی غرض سے اسکی یہ تاویل فرمائی کہ اسحدیث مین خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہین اور قتل سے انکا مغلوب کرنا - اور اس معنے سے یہ حدیث قرآن کے موافق ہوسکتی ہے - (دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۳ اور ازالہ صفحہ ۱۱۲ وغیرہ) -

اس تاویل وتطبیق قادیانی کو جو لوگ مان چکے ہین وہ قتل خنزیر کے ظاہری معنے پر خوب قہقہہ اُڑا رہے ہین اور تمام مسلمانون کے حق مین جو زمانہ رسالت سے اس وقت تک اسکے ظاہری معنے مراد سمجھتے چلے آئے ہین یہ گمان کر بیٹھے ہین کہ وہ حضرت مسیح کی نسبت خنزیرون کا شکار کھیلنے اور چوہڑون اور چمارون اور کھنڈیلون اور کتون کو ساتھ لیکر جنگلون مین دوڑتے پھرنے کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہین اور اس گمان سے وہ نصوص نبویہ اور قرآنیہ کے ظاہری معنے مراد لینے کو ایک نہایت شرمناک اور غیر مہذبانہ واحمقانہ خیال سمجھنے لگے ہین - جسکا عنقریب یہ نتیجہ ظاہر ہوگا کہ وہ آیات حرمت خنزیر مین بھی خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد لینگے - اور اصلی خنزیر کو حلال سمجھکر نوش جان فرمائینگے اس اصول پر وہ نماز وروزہ وحج زکوۃ کی نصوص وہ تاویلین کرینگے جو فتوحات صفحہ ۱۴۲ مین باطنیہ سے منقول ہوئی ہین - اسوقت تک تو وہ احادیث کے ظاہری معانی پر قہقہے اوڑا رہے ہین - چند روز کے بعد جب اصول تاویل قادیانی انکے خیال مین استحکام کے ساتھ جاگزین ہوگا تو وہ آیات قرآن کے ظاہری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ مین ہر ایک تعارض کو دور کر سکتا ہون۔ کیونکہ جو حقیقی اور واقعی تعارض ہوگا اوسکو

ظاہری معانی پر انکو دوسری آیات اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے برخلاف سمجھکر قہقہے اوڑائینگے۔ اور ان ظواہر سے انکار کرینگے۔ اس انکار ظواہر آیات کی پٹری بھی انکے پیغمبر قادیانی نے جما دی ہے۔ اور آیات لیلۃ القدر و سجود آدم و معجزات مسیح از قسم احیاء موتے و خلق طیور وغیرہ کے ظاہری معانی کو خلاف تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی و برخلاف حقائق نفس الامریہ قرار دیکر انکی تاویل کردی ہے۔ اور یہ انکار انکا حدیث نبوی کی ظاہری معانی مین محدود و محصور نہین ہے۔ ظواہر حدیث کو تو آپنے ظنی ہونے کے بہانہ سے نشانہ بنایا ہے۔ ظواہر قرآن کو اس حیلہ سے اوڑانا شروع کردیا ہے۔ کہ وہ ظواہر دوسری آیات کے مخالف ہین۔ اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے منافی ہین جس سے یقین ہوتا ہے کہ آپکی یہ تطبیق و تاویل آپکے اتباع مین مسلم ہوگی۔ (خدا اسکو مسلم ہونے دے اور باطل و مضمحل کردے) تو آپ اور آپکے اتباع جملہ نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے ظواہر و حقائق سے منکر ہو جائین گے۔ اور پکے اور پورے باطنی و ملحدین جائینگے۔ اے خدا تو اونکو اس بلا سے بچا۔

یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ آپ کے نزدیک صحیحین کی بعض احادیث مین حقیقی سلہ
اور واقعی تعارض بھی موجود ہے جسکو نہ آپ دور کر سکتے ہین نہ آپکے زعم مین کوئی اور شخص۔ اور تعارض آپکے نزدیک وضع و تحریف کی علامت ہے چنانچہ اپنی تحریر نمبر ۴ وغیرہ مین آپ بیان کر چکے ہین ان دونو مقدمات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ صحیحین مین آپکے نزدیک بعض احادیث موضوع بھی موجود ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر آپکا تیرھوان حملہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مین کیونکر دور سکتا ہون یا کوئی اور شخص کیونکر دور سکتا ہے اور آپنے جو مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ جو[۵۱] تعارض ابن صیاد والی حدیث اور گرجا والے دجال والی حدیث مین پایا جاتا ہے اس تعارض کے ماننے مین کون تمہارے ساتھ ہے۔ اس سوال سے مین متعجب ہون کہ جس حالت مین مدلل اور موجہ طور پر مین تعارض کو ثابت کر چکا ہون تو پھر میرے لئے ضرورت کیا ہے کہ مین کسی کی سلف مین سے تقلید ضروری سمجھون اور آپ بھی تو ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۱ مین اس بات کو قبول کر چکے ہین کہ بلا تقلید غیری استدلال منع نہین۔ چنانچہ آپ اس صفحہ مین فرماتے ہین کہ ہمارے معاصرین جو باوجود ترک تقلید تقلید کے خوگیر ہین۔ بلاواسطہ سابقین کسی آیۃ یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور آپکا یہ فرمانا کہ میرے کس لفظ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ مین احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے مرتبہ صحت سے برابر سمجھتا ہون بیشک مجھے آپ کی محوائی کلام سے خیال گذرا تھا۔ اگر آپکا یہ منشاء نہین ہے اور آپ میری طرح احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کریم کے مرتبہ صحت سے متنزل سمجھتے ہین اور قرآن کریم کو امام قرار دیتے ہین۔ اور بحکم[۵۲]

---

۵۱ مین نے یہ سوال نہین کیا۔ حاشیہ نمبر ۱ اور ۲ صفحہ (۲۵۲) اور متن صفحہ مذکورہ ملاحظہ ہو۔ اور جو اس سوال کے جواب مین آپنے کہا ہے وہ بھی بے محل ہے۔ اور جس عبارت ریویو سے آپنے استدلال کیا ہے وہ بھی آپکی مدعا سے اجنبی ہے۔ اس عبارت مین آیہ و حدیث کی ہوتے تقلید کو غیر ضروری بتایا گیا ہے۔ اور آپکا دعوے تعارض احادیث ابن صیاد و دجال محض باطل خیال ہے احادیث نبویہ سے اسپر شہادت پائی نہین جاتی حاشیہ نمبر ۱ و ۱ صفحہ ۲۴۱ ملاحظہ ہو۔

۵۲ حدیث صحیح کا مرتبہ ثبوت مین قرآن کریم کے مساوی نہونا تو مینے ظاہر کیا تھا مگر قرآن کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صحت احادیث ٹھراتے ہین تو پھر میری غلطی[۵۱] ہے کہ مینے ایسا خیال کیا لیکن اگر آپ درحقیقت قرآن کریم کا اعلیٰ مرتبہ مانتے ہین اور اسکو واقعی طور پر محک صحت احادیث قرار دیتے ہین اور اسکی مخالفت کیحالت مین کسی حدیث کو قبول نہین کرتے تو پھر تو آپ مجھ سے متفق الراے ہین پھر اس لمبی چوڑی تکرار سے فائدہ کیا ہے

اور یہ جو آپنے مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتہاد سے کیا مطلب ہے تو مین عرض کرتا ہون کہ اس جگہہ اجتہاد سے مراد اس عاجز کی اجتہاد فے الوحی ہے۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے اور آپکو معلوم ہوگا کہ آنحضرت م وحی مجمل[۵۲] مین

محکت صحت احادیث صحیحہ ہونا اپنی اپنی طرف سے ملا کر مجھے اُن دونو باتو نکا قایل قرار دیا اور اسمین اپنی دجالیت کا ایک ثبوت پیش کیا ہے۔ مین باربار کہہ چکا ہون کہ احادیث صحیحہ کا معیار صحت اصول روایت ہین۔ اور احادیث صحیحہ ثبوتِ صحت کے بعد خود بخود موافق قرآن ہوجاتی ہین۔ احادیث صحیحہ کی صحت کو قرآن سے نہین پہچانا جاتا۔ ممکن ہے کہ ایک حدیث کا مضمون قرآن کے مطابق ہو اور وہ حدیث صحیح نہو۔

۵۱ یہ غلطی کا اعتراف منافقانہ ہے۔ یہ اعترافِ صادق اور دل سے ہوتا تو میرے اس اعتقاد کو کہ "احادیث صحیحہ کی صحت کا مرتبہ قرآن کے برابر نہین" بیان و تسلیم کہنے کے بعد آپ اس مانی منائی ہوئی بات کو میرے خطاب مین پیش نکرتے حالانکہ آخری تحریر تک اس بات کا اپنے پیچھا نہین چھوڑا۔ ہر یک تحریر مین اسکا اعادہ کیا ہے۔

۵۲ اس قول مین قادیانی نے عجیب تدلیس و تلبیس سے کام لیا ہے اور اپنا دجال ہونا بہت نور سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اسکی جملہ تلبیسات و تحریفات نصوص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اجتہادی طور پر

قرآن وحدیث کا اصل اصول یہی امر ہے جو اس قول مین اسنے اختیار کیا ہے۔ ناظرین اسکی شرح توجہ سے سنین۔ اس قول مین آپنے دعوی یہ کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی مجمل مین اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کیا کرتے۔ جو جملہ مجملات وحی متلو (قرآن مجید) اور وحی غیر متلو (حدیث شریف) کو شامل ہو اور اس دعوی سے قادیانی نے یہ جتایا ہے کہ قرآن کی جو آیہ مجمل ہے یا احادیث نبویہ سے جو حدیث مجمل ہے وہ محل اجتہاد ہے۔ اور اسمین غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی نظر سے قادیانی نے اپنی تحریر نمبر ۱ مین یہ دعوی کیا تہا کہ "بعض حدیثین اجتہادی طور سے آنحضرت ص نے فرمائی ہین اس وجہ سے انمین باہم تعارض ہو گیا ہے"۔ جسپر ہمنے اپنی تحریر نمبری ۵ مین معنے اجتہاد سے سوال کیا تھا۔ اوسیکا جواب قادیانی نے اس قول مین دیا ہے۔ جسکا مطلب بضمون تحریر نمبری ۴۔ اور ازالہ قادیانی کا مضمون ص ۲ وص ۴ وغیرہ ملاکر یہ ہوا کہ "بعض آیات واحادیث کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمل ہوتی۔ آنحضرت ص اپنے اجتہاد سے اسکی تفسیر وتشریح فرماتے۔ اور اسمین غلطی بہی کیا کرتے۔ اسیوجہ سے ان مین تعارض واقع ہو گیا ہے۔ اور احادیث متعلقہ دجال وابن صیاد وحضرت مسیح اسی قسم سے ہین آنحضرت کو اس بات مین کچہہ مجمل وحی ہوئی تہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تشریح وتفسیر اپنے اجتہاد سے کرکے وہ حدیثین فرمادی ہین۔ اور انمین غلطی کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان احادیث مین تعارض واقع ہو گیا ہے"۔

اس عام دعوے (وحی مجمل قرآن وحدیث کو آنحضرت ص کے اجتہاد سے تفسیر کرنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دخل دیا کرتے تھے

اور اسمین غلطی کے مرتکب ہونے) پر جو دو دلیلین قادیانی نے پیش کی ہین وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب ہین (چنانچہ حاشیہ آیندہ متصلہ مین ان کی تشریح ہوگی)۔ اور نبی کا خواب گو ایک خاص قسم کی وحی ہے جسکی تعبیر اجتہادی ہوسکتی ہے۔ اور اسمین غلطی ممکن ہے۔ مگر اس خاص قسم وحی کے محل اجتہاد و غلطی ہونے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ہر قسم کی وحی مجمل قرآن وحدیث کی تفسیر آنحضرت اجتہاد سے فرماتے۔ اور اسمین غلطی کیا کرتے۔

دعوے تو آپنے عام کیا کہ ہر ایک وحی مجمل قرآن وحدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کے مرتکب ہوتے اور دلیل خاص ایک قسم (خواب) مین آنحضرت م کا اجتہاد و غلطی کرنا پیش کیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اس دہوکہ سے اپنا دجال ہو نا ثابت کیا۔ مسلمان اور غیر مسلم سبھی عقلا اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ دلیل خاص سے دعوے عام ثابت نہین ہوتا۔ مگر آپ کو ایسے اتباع ملگئے ہین جو عقل سے بہی اب کوئی تعلق نہین رکھتے۔ جیسا کہ نقل کو پہلے ہی سے آپسے بیعت کرکے سلام کہ چکے تھے۔ لہذا آپ بے دہڑک و بلا پابندی نقل وعقل جو چاہتے ہین کہ دیتے ہین۔ اور وہ ”آمنا و کل من ربنا“ کہکر اسکو تسلیم کرلیتے ہین آپ دو تین خوابون کی تعبیر مین آنحضرت م کے اجتہاد و خطا کو تہکہنڈا بنا کر انہین کو دست آویز سے جس پیشین گوئی قرآن وحدیث کو چاہتے ہین وحی مجمل قرار دیتے ہین اور اسکو آنحضرت م کے اجتہاد کا ایک غلط نتیجہ ٹھرا کر اسکے ظاہر معانی کو بے کار و بے اعتبار ٹہراتے اور اپنی تاویل کا محل بنا لیتے ہین۔ اور نصوص قرآن وحدیث کو زیر و بالا کردیتے۔ اور وہ لوگ عقل و نقل سے آزاد اسکو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بسا اوقات

حقائق و معارف سمجھکر اسپر ایمان لاتے ہین۔ وہ لوگ تو ہماری کلام کو شاید سمجھ بہی نہ سکینگی۔ ہم ناواقف اہل اسلام کو یہ بتاتے ہین کہ اسلام مین مجملات قرآن حدیث کا کیا حکم مقرر و مسلم ہے۔

اسلام و مسلمانون مین مجملات قرآن حدیث کا یہ حکم مسلّم و مقرر ہے کہ جس مخزن و مخرج سے مجمل کا صدور ہوتا ہے اسی مخزن و مخرج سے اسکا بیان صادر ہوتا ہے یعنی وحی الٰہی و نص شارع سے جسکو اجتہاد اور اجتہادی غلطی ہرگز نہین کہا جا سکتا۔

مسلمانون کی ایک چھوٹی سی کتاب اصول فقہ حسامی مین لکھا ہے

وضد المفسر المجمل۔ وھو ما ازدحمت فیہ المعانی فاشتبہ المراد بہ اشتباھًا لا یدرک الا ببیان من المجمل کا یۃ الربٰو وحکمہ التوقف فیہ علی اعتقاد حقیۃ المراد بہ الی ان یاتیہ البیان (حسامی ص۲)	مفسر کی ضد مجمل ہے جسکی مراد مین کثرت معانی کے سبب ایسا اشتباہ واقع ہو جو بلا بیان شارع رفع نہو۔ جیسے آیہ ربو ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا جائے جب تک کہ شارع سے بیان وارد ہو۔ آیہ ربو کے مجمل ہونے کی وجہ یہ بیان کی

گئی ہے کہ ربو عربی زبان مین ہر ایک بڑھوتری کو کہا جاتا ہے اور کوئی بیع ایک جانب کی بڑھوتری سے خالی نہین۔ لہٰذا یہ معنے لغوی ربو کے اس آیہ مین مراد نہین ہو سکتی۔ اور وجوہات سے بڑھوتری مراد لین۔ تو انمین کثرت وجوہات کے سبب اشتباہ واقع ہے۔ اور کسی خاص وجہ کی بڑھوتری مراد نہین لیجا سکتی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ تفسیر اور تشریح

لہذا اسکی مرادف اردینے مین توقف کیا گیا - یہانتک کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی مراد کو خود بیان کردیا اور صاف فرما دیا کہ چھ چیزون گندم - جو - نمک - کھجور - سونا - چاندی کا اپنی ہم جنس سے مبادلہ ہو تو اسمین ایک جانب کی بڑھوتری ربو ہے - تو وہ اشتباہ رفع ہوا - اس بیان نبوی کی نسبت کوئی مسلمان یہ تجویز نہین کرتا کہ آنحضرت ؐ نے یہ بیان اجتہاد سے فرمایا ہے جسمین خطا کا احتمال ہے - بلکہ بالاتفاق یہی تسلیم کیا جاتا ہے - کہ یہ بیان وحی الٰہی سے ہوا ہے - جسکو شریعت کہا جاتا ہے - اور اس بیان مین آپکو شارع تسلیم کیا جاتا ہے - اسکی مثالین کتاب وسنت مین اور بہت ہین - کتاب اللہ کی اور تمثیلات کا کوئی شائق ہو تو تفسیر اتقان مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۰۸ مین دیکھے - اور احادیث کی تمثیلات کتب احادیث مین -

نبی کے خواب کی مجملات اس حکم سے مستثنے ہین اور اسکی تعبیر وحی الٰہی پر موقوف نہین وہ اجتہاد سے بھی ہو سکتی ہے -

نبی ؐ کا خواب گو ایک قسم کا وحی ہے - چنانچہ ابن ابی حاتم اور بخاری کی حدیث مین آیا ہے - مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوابون کے اجتہاد سے تعبیر کی اور اسمین بعض جگہ (جنکا ذکر حاشیہ آیندہ مین ہے) غلطی بھی ظاہر ہوئی - تو اس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کی مجمل وحی منامی کا حکم عام مجملات قرآن وحدیث سے متغایر ہے اسمین اجتہاد سے کام لینا جائز ہے - اور شرع اور وحی سے درود بیان کی

رویا الانبیاء وحی رواہ ابن ابی حاتم مرفوعًا والبخاری من قول عبید بن عمیر -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو آن حضرت

تعبیر خواب مین ضرورت نہین ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس قسم وحی منامی کے چھیالیسوین حصہ (مومنون کی خواب

رویا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءً من النبوة (بخاری ص۱۰۳۵)

مین جسکو بخاری کی حدیث نبوی مین نبوت کا چھیالیسوان حصہ کہا گیا ہے اجتہاد سے تعبیر کو جائز رکھا گیا ہے۔ اور اگر اس قسم کی وحی کی تعبیر ہی بیان شارع پر موقوف رکھی جاتی تو اسکی جزء (چھیالیسوان حصہ) مین بھی اس بیان شارع کے کسی جزء کی ضرورت ہوتی۔ اور چونکہ یہہ ناممکن امر ہے کہ ہر ایک مومن کی سچی خواب کی تعبیر کا کوئی حصہ بیان شارع مین پایا جائے۔ لھذا اسکو کل یعنے وحی منامی نبوی مین بھی اس بیان کی ضرورت کو اُٹھایا گیا اور اجتہاد سے اسکی تعبیر کو جائز رکھا گیا۔

الحاصل خاص خواب کا حکم اور ہے۔ عام مجملات قرآن وحدیث کا حکم اور قادیانی مسلمانون کو دہوکہ دیتا ہے کہ عام وحی مجمل قرآن وحدیث کو خواب کے حکم مین ٹھراکر جس آیہ حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل قرار دیکر اجتہاد وغلطی کا قرار دیتا اور اسمین جو تاویل چاہتا ہے کرتا ہے۔

یہ آپکے ملحدانہ اصول کا ابطال ہے۔ اب اس باطل اصول کے بد اثر سے ان احادیث کو بری کیا جاتا ہے جنکو اس اصول کے شکنجہ مین پہنسا کر قادیانی نے خواب یا تعبیر ٹھراکر محل اجتہاد وغلطی اجتہادی ونا قابل اعتبار قرار دیا ہے۔ یعنے احادیث متعلقہ دجال وابن صیاد خصوصاً حدیث تمیم داری جسکو خصوصیت کے ساتھہ قادیانی نے تحریر نمبری ۲ مین نشانہ بنایا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم

پس واضح ہو کہ جن احادیث مین دجال کی آمد کی خبر ہے انمین ایک حدیث بہی ایسی نہین جسمین کسی قسم کا اجمال ہو یا احادیث ابن صیاد سے اسکا تعارض ہو۔ یا اسمین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی حکایت یا کسی خواب کی تعبیر ہو۔ یا اسکا خلاف مشاہدہ مین آیا ہو۔ جس سے ثابت ومفہوم ہو کہ وہ اجتہادی تعبیر تہی جو خلاف واقعہ نکلی بلکہ وہ احادیث اپنے منطوق ومفہوم والفاظ وسیاق سے صاف بتارہی ہین کہ ان احادیث مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حالات بیان کئے ہین وہ ان حضرت کی چشم دید واقعات ہین۔ جو بمشاہدہ عینی بوحی الٰہی آپ پر منکشف ہوئے ہین۔ اور ان احادیث مین کسی قسم کا تعارض وتخالف نہین ہے۔ احادیث متعلق ابن صیاد کا احادیث دجال سے متعارضہ ہونا حاشیہ نمبر ۱ و ۲ صفحہ مین بیان ہو چکا ہے۔ اور احادیث دجال کا آپسمین متعارض نہونا ریویو ازالہ قادیانی مین ثابت کیا جائیگا اور حدیث تمیم داری بالفاظ ہماری نمبر ۸ مین منقول ہے۔

اس مقام چند احادیث متعلقہ آمد دجال نقل کیجاتی ہین جو ابطال عموم دعویٰ قادیانی کے لئے کافی ہین۔ ناظرین انصاف سے دیکہین کہ انمین کسی قسم کا اجمال یا انکا خواب یا تعبیر خواب ہونا۔ یا انکا اجتہادی ہونا کسی لفظ سے مفہوم ہوتا ہے ؟ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا ہے۔ کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون مین

عن عبد اللہ بن عمر رض قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذر کموہ وما من نبی

(خطبہ کے لئے) کہڑے ہوئے۔ پہر خدا کی تعریف کے بعد آپنے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مین تمہین اس سے ڈراتا ہون اور کوی نبی ایسا نہین گزرا جسنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا کرتے تھے

الا انذر قومہ ولاکنی ساقول
فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ انہ
اعور وان اللہ لیس باعور
(بخاری ص۱۰۵۵ ومعناہ فی مسلم ص۴۰۰)
عن انس بن مالک ما بعث نبی الا انذر
امتہ الاعور الکذاب وان ربکم
لیس باعور وان بین عینیہ مکتوب کافر
(بخاری ص۱۰۵۶ ومسلم ص۴۰۰)
وفیہ یقرءہ کل مؤمن کاتب وغیر کاتب
عن حذیفہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی الدجال ان معہ ماءً
ونارًا فنارہ ماءٌ بارد وماءہ نار
(بخاری ص۱۰۵۶ ومسلم ص۴۰۰)
وفیہ فاما ادرکن احدٌ فلیات
النہر الذی یراہ نارًا فلیغمس
وعن ابی سعید الخدری قال
حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوماً حدیثاً طویلاً عن الدجال
فکان فیما حدثنا قال یاتی وھو

اس سے اپنی قوم کو ڈرایا نہو۔ ولیکن مین اسکے حق مین ایک ایسی بات کہتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین کہی وہ یہ ہے کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور خدا تعالے کانا نہین ہے۔

حضرت انس آپ سے یہ نقل کرتے ہین۔ کہ کوئی نبی نہین ہے جسنے اس کانے کذاب سے ڈرایا نہو۔ اور تمہارا رب کانا نہین ہے۔

اس کانے کذاب کی دو آنکھون کے مابین لفظ ک ف ر یعنے کافر لکھا ہوگا جسکو ہر ایک مؤمن پڑھا ہوا اور ان پڑھ پڑھ لے گا۔

حضرت حذیفہ نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ دجال کے ساتھ پانی بھی ہوگا آگ بھی ہوگی۔ تو اسکی آگ۔ (واقعہ مین) پانی ہوگا۔ اور پانی (واقعہ مین) آگ بس اگر کوئی اسکو پائے تو جو آگ نظر آوے اسمین غوطہ لگائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صحیح اور سچی

محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ
فینتھی الی بعض السباخ التی تلی
المدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل
ھو خیر الناس او من خیر الناس
فیقول اشھد انک الدجال الذی
حدثنا رسول اللہ صلعم حدیثہ
فیقول الدجال ارایتم ان قتلت
ھذا ثم احییتہ اتشکون فی
الامر فیقولون لا قال فیقتلہ
ثم یحییہ فیقول حین یحییہ
واللہ ما کنت فیک قط اشد
بصیرۃ منی الآن فیرید الدجال
ان یقتلہ فلا یسلط علیہ
(مسلم صفحہ ۴۰۰ و بخاری صفحہ ۱۰۵۰)
عن انس بن مالک قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یجیئ الدجال
حتی ینزل فی ناحیۃ المدینۃ
ترجف ثلث رجفات فیخرج
الیہ کل کافر ومنافق۔

حضرت ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ
آنحضرت صلعم نے ہمکو ایک دن دجال کے
حق مین ایک لنبی حدیث سنائی اسمین
یہ ذکر بھی تھا۔ کہ دجال پر شہر مدینہ کے
دروازون مین داخل ہونا حرام کیا جائیگا
وہ مدینہ کے متصل بعض زمین شور مین
پہنچیگا تو اسکی طرف ایک ایسا شخص
نکلیگا جو اوسدن تمام لوگون سے
بہتر ہوگا۔ (علما کہتے ہین یہ حضرت
خضر ہونگے لو یہ اور ایک مصیبت
قادیانی پر نازل ہوئی وہ حیات حضرت
مسیح کو ناممکن سمجھتا تھا۔ یہان ایک اور
بھی غیر معمولی زندہ پیر نکل آئے) وہ
شخص دجال کو کہیگا مین گواہی دیتا ہون
کہ تو وہ دجال ہے جسکی بات ہم مسلمانون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہوئی
ہے۔ دجال اپنے ذریات کو کہیگا بتاؤ اگر
مین اس شخص کو مار ڈالون اور پھر زندہ
کرون تو تمکو میرے معاملہ مین کچھ شک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتی تھی۔

(بخاری صفحہ ۱۰۵۵ مسلم صفحہ ۴۰۰) رکھیگا وہ کہینگے نہین۔ پہر وہ اوسکو

قتل کریگا۔ پہر زندہ کریگا۔ تو وہ شخص کہیگا کہ مجہے جیسا اسوقت (یعنے تیرے افعال کو دیکھکر) تیرے دجال ہونے کا یقین حاصل ہوا ہے ایسا یقین پہلے حاصل نہ تہا۔ پہر وہ اسکو (دوبارہ) مارنا چاہیگا تو اسپر قدرت نہ پائیگا۔

حضرت انس رضہ فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال آئیگا تو مدینہ کی ایک جانب اتریگا۔ اسوقت مدینہ مین تین دفعہ زلزلہ واقع ہوگا۔ جس سے ہر ایک منافق وکافر جو مدینہ مین ہوگا نکلکر دجال کے پاس چلا جائیگا۔

اِن احادیث کے الفاظ اور سیاق اور محل بیان (موقعہ خطبہ) صاف بتا رہے ہین۔ کہ ان احادیث مین جو حالات دجال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہین وہ آپ کی چشم دید حالات ہین۔ اور ان احادیث کے الفاظ وسیاق وسباق مین کوئی تصریح یا اشارہ پایا نہین جاتا ہے کہ یہ خواب کی حکایت یا خواب کی تعبیر ہے۔ اور آنحضرت م نے جو کچہہ انمین فرمایا ہے وہ ظن واجتہاد سے کہا ہے۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ ان احادیث مین پایا جاتا ہے نہ کسی اور حدیث مین۔

اب ہم ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہین کہ قادیانی نے ان احادیث کو اپنے اس باطل اصول کے شکنجہ مین کیونکر پہنسایا اور کس تحریر مین انکو خواب ٹہراکر اجتہادی وناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ اور اسکا جواب کیا ہے جس سے ان احادیث کی خواب ہونے سے برات ہو۔ پس واضح ہو کہ قادیانی نے ایک تو مسلم کیحدیث دمشقی روایت نواس بن سمعان سے دجال کے حق مین۔ آنحضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بعض اوقات

کا یہ لفظ "کانی اشبہہ بعبد العزی" جسکے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گویا دجال کو عبد العزی سے تشبیہ دے رہا ہوں ڈالیا اور اس لفظ کو اس امر کا شعر ٹھرایا ہے کہ آنحضرت ؐ نے دجال کو حقیقۃً نہیں دیکھا تہا۔ بلکہ کشف یا خواب کیحالت میں دیکھا تہا۔ تب ہی لفظ گویا فرمایا۔

دوسری بخاری کی وہ حدیث لے لی ہے جو اسکے صفحہ ۴۸۹ وغیرہ میں مروی ہر اور اسمیں یہ ذکر ہے۔ کہ آنحضرت ؐ نے خواب میں دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا" اس حدیث کے بیان خواب اور حدیث نواس بن سمعان کے لفظ "گویا" کے مشعر کشف یا خواب ہونے سے اسنے یہ نکال لیا ہے کہ نواس بن سمعان کی تمام حدیث اور حضرت مسیح اور دجال کی جملہ احادیث خواب و مکاشفات ہیں جو تعبیر و تاویل کی محتاج ہیں نہ حقائق واقعیہ چنانچہ ازالہ کے صفحہ ۲۰۳ میں حدیث نواس بن سمعان کے لفظ مذکور سے استدلال کرکے قادیانی نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت عیسے اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے تھے وہ حقیقت میں سب کے سب مکاشفات نبویہ تھے جو اپنا اپنے محل پر مناسب تاویل و تعبیر رکھتے ہیں۔ ان ہی میں سے یہ دمشقی حدیث بہی ہے جو مسلم نے بیان کی ہے۔ جسکا اسوقت ہم ترجمہ کر رہے ہیں۔ آمد ہمارے اس بیان پر کہ تمام پیشینگوئیاں مکاشفات نبویہ ہیں۔ اور رویا صالحہ کیطرح بالتزام قرائن محتاج تعبیر ہیں۔ خود آنحضرت ؐ کے بیانات مقدسہ شاہد ہیں۔ پہر اسکی تمثیل و تائید میں صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ میں بخاری کی حدیث مذکور متضمن خواب طواف دجال نقل کرکے صفحہ ۲۰۶ میں اسکی نسبت کہا ہے کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا پڑی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غلطی بھی

غلطی ہے۔ یہ درحقیقت مکاشفات اور خوابون کے پیرایہ مین بیانات ہین جنکی تعبیر وتاویل کرنی چاہیئے۔ جیساکہ عام طور پر خوابون کی تعبیر کیجاتی ہے سو اسکی تعبیر یہ ہے کہ دجال اپنے ظہور کے وقت مین فتنہ اندازی کے کام کے گرد پھریگا"۔ اس کے بعد بڑے زور وشور کے ساتھ جلی قلم سے لکھا ہے کہ اب کہان ہین وہ حضرات مولوی صاحبان جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور انکے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیرنا کفر والحاد سمجھتے ہین ذرہ اپنے گریبان مین مونہہ ڈالکر دیکھین کہ سلف صالح نے اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت مسیح دجال کے طواف کرنے کو ایک خواب کا معاملہ سمجھکر کیسی اسکی تاویل کر دی جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے۔ پھر جس حالت مین لاچار ہوکر ان مکاشفات کی ایک خبر کی تعبیر کی گئی تو پھر کیا وجہ کہ باوجود موجود ہونے قرائن قویہ کی دوسری جزونکی تعبیر نہ کیجائے۔ اسکے بعد صلا مین لکھا ہے کہ جسطرح ہمارے علماء نے مسیح دجال کے طواف کو ایک کشفی امر سمجھکر اسکو ایک روحانی تعبیر کر دی ایساہی جناب خاتم الانبیاء* صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات مین ظاہر فرمایا ہے کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کھلتا ہے جب تک منجانب اللہ قطعی اور یقینی معنے اسکے معلوم نہون مین ظاہر پر حمل نہین

* جس معنے کر قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتا ہے اسکی تشریح فتوی مین بصفحہ (۱۱۶ و ۱۷۱ و ۱۷۴) ہوچکی ہے ایسے الفاظ وہ مسلمانون کو اپنی دام مین لانیکے لئے بولتا ہے۔ اور حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اپنے آپ کو نبی مرسل سمجھتا ہے۔ حاشیۃ الحاشیہ ✤

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو جاتی تھی۔

کر سکتا۔ پھر اسکی تمثیل میں ایک حدیث صحیح بخاری کی صد ۱۰۱ سے یہ نقل کی ہے
آنحضرت صلعم کو خواب میں بی بی عائشہ صدیقہ رضہ دکھائی گئیں اور یہ کہا گیا کہ
یہ تیری زوجہ ہے۔ تسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر خدا کیطرف سے
ہے۔ تو خدا اسکو نافذ کریگا۔ دوسری حدیث خواب میں مقام ہجرت دیکھنے
کی۔ جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۸۳ میں ہوگا۔

یہ قادیانی کی تقریر پر تنویر ہے۔ جسمیں اوسنے احادیث متعلقہ دجال اور حضرت
مسیح کو اپنے اصول کے شکنجہ میں پھنسا کر خواب قرار دیا ہے۔ ایا سکا جواب ناظرین سنیں
قادیانی نے جو کچھ اس تقریر میں کہا اسکا مطلب و ماحصل وہی ہے جو ہم نے
بصفحہ (۲۶۵) بیان کیا ہے کہ وہ آنحضرت کی دو تین خوابوں کو تہ گنہڈا بنا کر
انکے ذریعہ سے جس آیہ یا حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل اور خواب یا مکاشفہ
محتاج تعبیر و تاویل بنا دیتا ہے۔

اور اسکا جواب بھی گزر چکا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور صاف دھوکہ۔
بعض احادیث میں جو آنحضرت صلعم کی خاص خوابوں کا بیان ہے وہ جملہ احادیث
نبویہ متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو وحی مجمل اور خواب نہیں بنا سکتا۔ اور دلیل خاص
سے دعوی عام ثابت نہیں ہوتا۔ اور خاص خواب کا حکم اور ہے اور عام مجملات
قرآن و حدیث کا حکم اور ہے۔ مگر اسمقام میں قادیانی کے مغالطات مسلمانوں پر
ظاہر کرنے کی غرض اس جواب کی اور تشریح کیجاتی ہے۔

قادیانی کا حدیث نواس بن سمعان کے لفظ کانی (یعنے گویا) کو شہر کشف یا خواب
کہنا۔ پھر کشف اور خواب دونو کو یکسان محتاج تعبیر و تاویل کہتا پر اس لفظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ اسکی

کی شہادت سے تمام حدیث نواس بن سمعان کو ایک کشف یا خواب قرار دینا مغالطہ در مغالطہ ہے۔

اسمین ایک **مغالطہ قادیانی** کا آنحضرت صلے اللہ علیہ کے رویت دجال کو خواب تجویز کرنا ہی جو محتاج تعبیر و محل تاویل ہوتا ہے۔ **دوسرا مغالطہ** اس خواب کے ساتھہ لفظ "یا کشف" ملا دینا تاکہ ناظرین کو یہ متوہم ہو کہ وہ کشف بھی خواب مین ہی ہوگا۔ یا یہہ کہ کشف بھی خواب کی طرح محتاج تعبیر و محل تاویل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ آگے چلکر یہ بات اس نے بتصریح بھی کہدی ہے یہ **دونون مغالطے** اس ایک تجویز سے **رفع** ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالے نے بحالت بیداری دجال کی اصلی صورت دکھائی ہو جیسے آپ کی سیر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کذبتنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی البیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ +
(مشکوۃ صفحہ ۲۷۲)

عن ابن عمران عمر بعث جیشا وامر علیہ رجلا یقال لہ ساریہ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المومنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا بصائح

بیت المقدس کو اہل مکہ کو نہ ماننے کے وقت بیت المقدس کی اصلی صورت آپکو دکھائی تھی۔ آپ مکہ کے مقام حجر مین بیت المقدس کو بچشم خود دیکھہ رہے اور کفار قریش کو اسکے پتے بتاتے جاتے تھے۔ **یا جیسے** حضرت عمر فاروق رضہ کو خطبہ کی حالت مین منزلون کے فاصلہ پر ایک امیر لشکر (ساریہ نامی) کے (جو اپنی لڑائی مین بے موقع کھڑا ہونے کے سبب شکست پا چکا تھا) صورت و حالت خدا تعالے نے دکھا دی تو آپ نے اسی حالت خطبہ مین چلا کر یہ بات کہی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لی۔ اور ادھر ساریہ کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظیرین

یصیح یاساری الجبل فاسندنا ظهورنا الی الجبل فهزمهم الله تعالی (رواه البیهقی فی دلایل النبوة مشکوة صفحه ۵۳۸)	خدا تعالی نے یہ آواز سنادی تو اس نے پہاڑ کو پس پشت لیکر جنگ کی اور فتح پائی۔ یہ رویت عینی اور کشف بحالت بیداری ہوا تھا جو کسی تاویل کا محل

اور تعبیر کا محتاج نہین سمجھا گیا اور زمانہ صحابہ سے اس وقت تک کے اہل اسلام کو نزدیک اپنے ظاہری معانی پر محمول ہوا۔ پھر کیون جائز نہین کہ آنحضرت کا دجال کو دیکھنا بھی ایسا ہوا ہو۔ اور جو آنحضرت نے اس رویت کے بیان۔ اور صورت دجال کی تشبیہ کے وقت بلفظ "کانی" (یعنے گویا) تردد ظاہر فرمایا ہے تو اُس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ رویت اس تشبیہ و بیان کے وقت سے پہلے کسی وقت ہوئی ہو۔ اور بوقت تشبیہ دجال کی پوری صورت آپکے یاد و خیال سے جاتی رہی ہو اس لئے "کانی گویا" کا لفظ فرمایا۔ **اسمین تیسرا مغالطہ** یہ کہ قادیانی اس رویت صورت دجال کا وقوع خواب یا کشف مین تجویز کر کے جملہ مضامین حدیث دمشقی روایت نواس بن سمعان کو خواب یا کشف قرار دیدیا۔ حالانکہ اسحدیث کے واقعات و احکام و ہدایات صاف شہادت دے رہے ہین کہ وہ خواب یا کشف نہین بلکہ واقعات خارجیہ و احکام نفس الامریہ ہین۔

اسمین **ایک** یہ **ہدایت** ہے کہ جو شخص دجال کو پاوے وہ اس کے سامنے سورہ کہف پڑھے وہ دجال کے فتنے سے اس کی محافظہ ہوگی۔ **ایک واقعہ** آیندہ اسمین یہ بیان ہوا ہے کہ جب دجال نکلیگا چالیس روز زمین پر ٹہریگا۔ جس مین ایک دن برس روز کا ہوگا۔

اسکو صحابہ نے ظاہری معانی پر محمول کر کے ایک واقعہ آیندہ خارجی سمجھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بخاری

تو اُس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ کہ کیا برس روز کے دن مین ہمکو ایک ہی دن کی نمازین کافی ہونگی۔ تو اُس کے جواب مین یہ حکم ہوا کہ کافی نہونگی۔ بلکہ اوقات پنجگانہ کا اندازہ کرکے نمازین پڑہنی ہونگی۔ یعنے نماز صباح سے چھہ یا سات گھنٹے کے بعد نماز ظہر۔ پھر تین یا چار گھنٹہ کے بعد نماز عصر۔ پھر دو یا تین گھنٹہ کے بعد نماز مغرب۔ پہر ایک گھنٹہ کے بعد نماز عشا۔ پہر بارہ یا تیرہ گھنٹہ کے بعد نماز فجر و علی ہذا القیاس۔ اسی قسم کے واقعات و احکام اس حدیث مین اَور بیان ہوئے ہین جن کو کوئی صاحب ہوش و حواس سلیمہ بیان خواب نہین کہہ سکتا۔ وہ بیان خواب ہوتا تو اس کے سامعین اصحاب اسپر اس قسم کے سوالات نکرتے اور نہ آنحضرتؐ اسکے متعلق یہ احکام ہدایات فرماتے۔

اور قادیانی کا حدیث طواف دجال سے استدلال بھی

مغالطات کا مجموعہ ہے اسمین ایک مغالطہ تو قادیانی نے یہ دیا ہے کہ اس ایک واقعہ خواب سے جملہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو خواب بنا دیا اور یہ کہدیا کہ آنحضرت صلعم کو جو امور حضرت عیسیٰ اور دجال کی نسبت معلوم ہوئے ہین وہ سب کے سب مکاشفات نبویہ تہے۔ **اسکا جواب** گذر چکا ہے کہ حدیث طواف دجال مین ایک واقعہ خواب بیان ہوا ہے۔ اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرتؐ نے جو کچھ دجال اور مسیح کے باب مین فرمایا ہے۔ وہ سب کا سب اس واقعہ خواب کا بیان یا تعبیر ہے یہہ بات نہ اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے نہ کسی اَور حدیث مین پائی جاتی ہے۔ اور نہ عقل اس کی مجوز ہے۔ کیا جو شخص ایک دفعہ زید کو (مثلاً) خواب مین دیکھے اور پہر وہ زید کے حالات واقعیہ و سوانح عمری (کہ وہ عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کا باپ۔ اور وہ تجارت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور مسلم مین

پیشہ ہے۔ دہلی مین دس برس رہا۔ کلکتہ مین پچاس برس اور سال آیندہ وہ بمبئی جانیوالا ہے) بیان کرے تو ان واقعات وحالات کو سنکر کوئی عاقل سلیم الحواس یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اسے خواب کی تعبیر یا بیان ہے۔ ہرگز نہین۔

اور اسمین **دوسرا مغالطہ** قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ مکاشفات رویا صالحہ کی مانند محتاج تعبیر ہین۔ اسکا جواب بھی گذر چکا ہے۔ کہ مکاشفات بحالت بیداری محتاج تعبیر نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہوتے ہین۔ جیسے مکاشفہ بیت المقدس ومکاشفہ جنگ سلاریہ وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا مغالطہ حدیث طواف دجال کو نقل کرکے قادیانی کا یہ کہنا ہے۔ کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے"۔

اسمین قادیانی نے پیش تو وہ حدیث خواب طواف دجال کے ہے جو کسیکے نزدیک ظاہر معنی پر محمول نہین۔ مگر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب ہین اور ظاہری معنی پر محمول نہین اسکا جواب بھی سابق مین ادا ہو چکا ہے کہ بیشک حدیث طواف دجال ایک خواب ہے جو ظاہری معنی پر محمول نہین ہے مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح (جن مین واقعات خارجیہ و مشاہدات عینیہ واحکام عملیہ کا بیان ہے اور ان کو کوئی مسلمان خواب یا تعبیر خواب نہین کہہ سکتا۔) خواب یا تعبیر خواب ہون اور ظاہری معانی پر محمول ہون۔

چوتھا مغالطہ حدیث طواف دجال کی تعبیر کرنے کے بعد قادیانی کا قلم جلی سے یہ لکھنا ہے۔ کہ "کہان ہین وہ علماء جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور ان کے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیرنا کفر والحاد سمجھتے ہین"۔ اسمین آپنے وہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحث

(بتیسرا) دھوکہ دیا ہے کہ پیش تو ایک حدیث خواب طواف دجال کی اور اس سے ان سب حدیثون کا جو دجال اور حضرت مسیح کے باب مین وارد ہین ظاہر پر محمول ہونا اور ان کی تاویل کا کفر ہونا نکالکر علماء پر اعتراض سوال قائم کر دیا۔

اسکا جواب بھی وہی ہے کہ کوئی عالم ایسا نہین کہ حدیث طواف دجال کو ظاہر پر حمل کرتا ہو اور اسکی تعبیر و تاویل کو کفر و الحاد سمجھتا ہو آپ کو جو علماء وقت کافر و ملحد کہتے ہین تو وہ حدیث خواب طواف دجال کی تاویل کے سبب نہین کہتے بلکہ اسلئے کافر و ملحد کہتے ہین کہ آپ اور نصوص قطعیہ قرآن و احادیث مین (جنمین احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح بھی شامل ہین) تاویل و تحریف کرتے ہین اور بلا وجہ قوی و مانع قطعی ان کے ظاہری معانی کو چھوڑتے جاتے ہین جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

پانچوان مغالطہ قادیانی کا تاویل طواف دجال کو ذکر کر کے یہ کہنا ہے کہ جس حالت مین لاچار ہو کر ان مکاشفات کی ایک جز کی تعبیر کی گئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوسری جزون کی تعبیر نہ کیجاوے۔ اسمین قادیانی نے حدیث طواف دجال کو ایک جزٹھہرا دیا ہے۔ اور دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو دوسری اجزاء۔ اور ان سب روایات کو ایک حدیث قرار دیا ہے۔ اور نا واقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔

اسکا جواب بھی جوابات سابقہ مین ادا ہوا۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ محض کذب و کید قادیانی ہے۔ حدیث طواف دجال خاص ایک وقت کا واقعہ ہے جنکو دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح سے کوئی اتحاد نہین ہے۔ نہ وہ اسکی اجزاء ہین نہ یہ انکا جز۔ نہ جانبین کسی تیسری حدیث کا جز۔

اخیر تقریر مین جو قادیانی نے کہا کہ آنحضرت نے کئی مقامات مین فرما دیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمین۔

کہ جو کچھہ میرے پر کشفی طور پر کہلتا ہے مین انکو ظاہر معانی پر حمل نہین کر سکتا۔ جبتک منجانب اللہ اسکی قطعی اور یقینی معنے معلوم نہون ہیں

بھی کادیانی نے محض جہوٹ بولا ہے اور اس سے اُسنے مسلمانون کو بھی سخت دہوکا دینا چاہا ہے کہ جو تاویل و تحریف نصوص قرآن وحدیث کا ملحدانہ اصول اُسنے بیان کیا ہے وہ خود آنحضرت کا فرمودہ ہے لہذا اسمین کسی مسلمان کو جائے کلام نہین ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہہ ملحدانہ اصول اور قول ہرگز نہین فرمایا اور نہ مکاشفات عینیہ حالت بیداری کو اپنے ظاہری معنے پر حمل کرنے سے کہین انکار یا توقف و تردد ظاہر فرمایا ہے۔ یہ کادیانی نے آنحضرت پر محض افترا کیا ہے۔

اس کذب صریح و بہتان قبیح کی ثبوت مین جو حدیثین قادیانی نے پیش کی ہین انمین یہ ملحدانہ قول و اصول پایا نہین جاتا۔ پہلی حدیث مین صرف یہ بیان ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ صدیقہ خواب مین دکھائی گئین۔ اور یہہ کہا گیا یہ تیری زوجہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر خدا کی طرف سے ہے تو خدا اسکو نافذ کرے گا۔

تو دیکھو اسمین آنحضرت ﷺ نے صرف ایک خواب کی ظاہری معنے مراد ہونے مین اپنا تردد ظاہر فرمایا ہے نہ اسکو تمام خوابون کی نسبت عام اصول و قانون بنایا ہے۔ اور نہ خواب کے سوا مکاشفات حالت بیداری کی نسبت اسمین کچھ ارشاد کیا ہے۔ پہر کادیانی نے جو اس خاص خواب کی تعبیر مین آنحضرت کے متردد ہونے سے وہ عام ملحدانہ اصول نکال لیا اور اسکو

ٰ قادیان قاف سے لکھا جاتا ہے مگر جیسا ... کیونکہ اوسکو کہید ... کادیانی سے پوری مناسبت ہے یہ الہامی اشتقاق ہے جس کا خدا کی طرف سے خاکسار کے دل پر القا و الہام ہوا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادر حدیث نمذہب دہلی

آنحضرت کا قول قرار دیا ہے۔ یہ آنحضرت پر افترا اور کذب محض نہین تو کیا ہے۔

دوسری حدیث مین بھی آنحضرت کا خواب مین اپنے ہجرت کی جگہہ کو دیکھنا اور پہر تعبیر مین وہم کرنا بیان ہوا ہے (چنانچہ حاشیہ آئندہ مین بیان ہوگا) اسمین بھی نہ کادیانی کے اصول ملحدانہ کا نام ونشان ہے نہ بجز خواب مکاشفات خارجیہ حالت بیداری کا حکم پایا جاتا ہے بالجملہ کادیانی نے جو کچھہ اس تقریر پر تذویر مین کہا ہے وہ از سر تا پا کذب و مغالطہ ہے۔ اس سے احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب اور محتاج تعبیر ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کادیانی کی ملحدانہ اصول کے اثر سے بری ہین

وہ احادیث وحی مجمل اور اجتہادی اور خواب اور ظاہری معنے سے مصروف ومحتاج تعبیر ہرگز نہین ہوسکتین بلکہ وہ اپنی معانی مین نصوص ہین اور ظاہری معانی پر محمول ہین۔

لہ یہ حدیث بخاری مین ہے جسکا پورا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مینے خواب مین دیکھا ہے کہ مین مکہ سے ایسی زمین کیطرف ہجرت کرتا ہون جسمین درخت خرما ہین۔ پس میرا وہم اسطرف گزرا کہ وہ

عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اهاجر من مکة الی ارض بها نخل فذهب وهلی الی انها الیمامة او هجر فاذا هی مدینة صحیح بخاری صفحہ ۵۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی اسکی شاہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت کثیر کے ساتھ مدینے سے مکہ معظمہ کی طرف بعزم طواف کعبہ سفر کرنا یہ بھی ایک اجتہاد ی[۱]

نقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۲

(زمین) یمامہ ہے یا (موضع) ہجر ہے ناگاہ وہ مدینہ نکلا اسحدیث کو ناظرین بنظر غور و انصاف ملاحظہ کرین اسمین خاص ایک واقعہ خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو وہم ہوجانا بیان ہوا ہے۔ اس سے عام وحی مجمل قرآن و حدیث کا محل اجتہاد و غلطی ہونا ثابت نہین ہوتا (جبکا کادیانی کو اس تحریر نمبرہ مین دعوے ہے) اور نہ اسحدیث مین آنحضرت کا یہ قول پایا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھہ پر کشفی طور پر کھلتا ہے مین اسکو ظاہر پر حمل نہین کرسکتا (جبکا کادیانی نے ازالہ کے صفحہ ۲۱ مین دعوی کیا ہی) کادیانی نے اس دونو دعاوی مین کذب سے کام لیا اور آنحضرت صلعم پر افترا کیا ہی۔

[۱] یہ اجتہاد دیا اسمین غلطی آنحضرت صلعم سے نہین ہوی بلکہ آنحضرت کی ایکخواب کی تعبیر مین بعض صحابہ سے یہ غلطی ہوئی ہے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تہا کہ آپ اور آپ کی اصحابہ مکہ مین داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کر رہے ہین۔ اس خواب کو آنحضرت نے اصحاب کی پاس بیان کیا تو انہون نے اسکی تعبیر مین یہ سمجھہ لیا کہ اسی سال آپ مکہ فتح کرین گے اور اسمین داخل ہوکر طواف کرین گے۔

اور جب آنحضرت صلعم اس سال بعزم عمرہ و زیارت کعبہ دبحکم و حکمت الٰہی جسکا ظہور بیعۃ الرضوان سے ہوا۔

وقد کان اصحاب رسول اللہ خرجوا وھم لا یشکون فی الفتح لرؤیا راھا رسول اللہ (معالم التنزیل صفحہ ۹۳۲) قال عمر رضی اللہ عنہ قلت لہ علیہ السلام اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ وعند الواقدی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان رأی فی منامہ قبل ان یعتمر انہ دخل ھو واصحابہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غلطی ہے زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں - پہر آپ مجھسے دریافت فرماتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر صحابہ کا کہان اجماع تہا اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اجماع مسلم کی حدیث سے جو ابی سعید الخدری سے[1] بیان کی ہے

البیت فلما راوا تاخیرہ ذلک شق علیہم قال علیہ السلام بلی فلخبرتک انا ناتیہ العام ہذا قال عمر قلت لا قال فانک اتیہ وتطوف بہ قال عمر فاتیت ابا بکر فقلت اولیس کان یحدثنا انا سناتی البیت ونطوف بہ قال ابو بکر بلی افاخبرک علیہ السلام انک تاتیہ العام ہذا قال عمر قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف بہ (قسطلانی جلد ۴ صفحہ ۵۰۶)

نہ بنابر تعبیر خواب خود) مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ مین کفار مکہ کیطرف سے روک گئے تو وہ صحابہ اپنی تعبیر کی غلط فہمی سے آپ پر معترض ہوئے کہ کیا آپ ہمکو نفرماتی تہے کہ ہم کعبہ مین داخل ہونگے اور اسکا طواف کرینگے اسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ کیا مینے یہ کہا تہا کہ ہم اسی سال مین داخل ہونگے انہونے عرض کیا کہ یہہ تو آپنے نہین فرمایا تسپر آپنے ارشاد کیا کہ پہر تم ضرور (یعنی ایک نہ ایک دن) اسمین داخل ہوگے - اور اسکا طواف کروگے - اور حضرت صدیق اکبر نے بھی آنحضرت کیطرف سے یہی جواب دیا اور ان لوگون کو مطمئن کیا جب انکی سامنے یہ اعتراض پیش ہوا -

یہ صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی اور تفسیر معالم التنزیل کے بیان کا خلاصہ ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اس خواب کی تعبیر مین جو غلطی ہوئے ہے وہ آنحضرت سے نہین ہوئی - وہ بعض صحابہ کی فہم کی غلطی تہی - آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر نے انکی غلطی انپر ثابت کردی - اور اس غلطی سے آپکی برات ظاہر کی +

[1] لو ایسا ہی تحریر / لکھا دیا نہین / نقطے سے / ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث مین ابن صیاد کہتا ہے کہ لوگ کیون مجھے دجال معہود کہتے ہین اب ظاہر ہے کہ اسوقت کہنے والے صرف صحابہ تھے اور کون لوگ تھے جو اسکو دجال کہتے تھے یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ صحابہ کا اسبات پر اجماع تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے صحابہ کوئی ایسی بڑی جماعت نہین تھے جنکے اجماع کا حال معلوم ہونا محالات مین سے ہوتا بلکہ انکا اجماع بباعث وحدت مجموعی انکی کے بہت جلد معلوم ہو جاتا تھا۔

نمبر ۵ حاشیہ صفحہ ۱۸۳

کادیانی نے جو اس غلطی کو آنحضرت کے اجتہاد کی غلطی قرار دیا ہے تو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکا دیا۔

۵۱ یہ محض کذب ہے۔ یا صریح مغالطہ۔ اس حدیث مین نہ اجماع صحابہ کا بیان ہے اور نہ وہ اجماع اس کے کسی لفظ سے مستنبط ومفہوم ہو سکتا ہے۔ ابن صیاد کے ان الفاظ سے کہ "لوگ مجھے دجال سمجھتے ہین"۔ یہ اجماع مستنبط نہین ہو سکتا۔ ہان بجاے لفظ "لوگ" لفظ "سبہی لوگ" ہوتا تو ابن صیاد کے بڑے بہائی اور اوسکو سچا جاننے والے کادیانی کو اجماع استنباط کرنیکا موقع ملتا۔ اور جس حالت مین اس نے یہ لفظ نہین کہا۔ اور بہت سے صحابہ کا ابن صیاد کو دجال نہ کہنا کتب حدیث مین ثابت و موجود ہے۔ چنانچہ حواشی صفحہ ۱۳۸ مین بیان ہوا ہے۔ اور آیندہ تحریر نمبر آٹھ مین اور بھی بیان ہو گا۔

تو پھر کادیانی کا اس قول ابن صیاد کے تمسک سے دعوے اجماع کذب یا مغالطہ نہین تو اور کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہر تین صحابیون کا قسم کہانا کہ حقیقت مین ابن صیاد وہی دجال معہود ہے صاف اجماع[1] پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انکی مخالفت منقول نہین۔

پہر بعد اسکے آپ دریافت فرماتے ہین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے مین نہین سمجہہ سکتا کہ اس سوال سے آپکا مطلب کیا ہے۔ ایک[2] جماعت کا ایک بات کو با اتفاق مان لینا یہی اجماع کی حقیقت ہے جو صحابہ مین بآسانی محقق ہو سکتی ہتی اگرچہ دوسرون مین نہین۔ اور یہ جو آپنے دریافت فرمایا ہے کہ کہان یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیاد کے دجال ہونے پر

---

۱ اس قول مین قادیانی نے ایک صریح جہوٹ بولا ہے اور ایک مغالطہ دیا ہے اسکا صریح جہوٹ تین صحابہ (حضرت عمرؓ و حضرت جابر و حضرت ابن عمرؓ جنکا نام وہ تحریر نمبری ۴ مین بتا چکا ہے) کو اس بات کا قائل بناتا ہے کہ ابن صیاد دجال معہود ہے۔ حالانکہ ان حضرات ثلثہ سے صرف ایک ابن عمرؓ ہین جنہون نے ابن صیاد کو مسیح دجال کہا ہے باقی حضرت عمرؓ و حضرت جابرؓ نے تو اسکو صرف دجال کہا ہے جسکے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ وہ منجملہ ان تیس ۳۰ دجالون کے ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرتؐ نے دی ہے نہ دجال معہود حاشیہ صفحہ ۲۲۳ ملاحظہ ہو اور اسکا مغالطہ صرف تین صحابہ کی (بزعم خود) اتفاق کو اجماع قرار دینا ہے حالانکہ صحابہ مین سے صرف تین یا دس بیس صحابہ کا اتفاق شرعی اجماع نہین کہلاتا اسکا مفصل بیان تحریر نمبری ۵ مین ہوگا۔

۲ یہ بھی کذب یا مغالطہ ہے۔ ایک جماعت کا اتفاق اجماع نہین کہلاتا بلکہ اجماع اتفاق کل کا نام ہے۔ اور کل مین سے ایک شخص کا خلاف بہی مانع انعقاد اجماع ہے اسکا ثبوت بہی تحریر نمبری ۸ مین ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈرتے تھے سو واضح ہو کہ وہ حدیث مشکوۃ مین بحوالہ شرح السنۃ موجود ہے اور اصل عبارت حدیث کی یہ ہے فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵ اس سوال وجواب کے بیان مین بہی کادیانی نے اپنا شیوہ کید و مغالطہ پورا ظاہر کیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکہایا ہے۔ ناظرین اسکا بیان توجہ سے سنین۔

نہ ہمنے اوس سے یہہ دریافت کیا تہا کہ کہان یہہ حدیث ہے کہ آنحضرت ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تہے۔ اور نہ اُسنے صرف ابن صیاد دجال ہونیسے آنحضرت ص کی فعل ڈرنیکا دعوے کیا تہا۔ تاکہ اسکا ثبوت اس سے طلب کیا جاتا اسنے تو تحریر نمبری ۲ مین آنحضرت کے قول کا دعوے کیا اور یہہ کہا تہا کہ "آنحضرت ص نے آپ ہی فرمایا ہے کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونیکی نسبت ڈرتا ہون" جسپر تحریر نمبری ۵ مین ہمنے یہ سوال کیا ہے کہ "آپنے دعوے کیا ہے کہ آنحضرت نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب حدیث مین اسکا ذکر کہان ہے"۔ اس سوال کی جواب مین کادیانی نے اخیر مباحثہ تک نہ بتایا کہ آنحضرت کا یہہ قول فلان فلان کتب حدیث مین ہے بلکہ **اول** تو ہمارے سوال کو بدلا دیا۔ اور ہمکو بہلانا چاہا۔ اور بجاے سوال ثبوت قول نبوی سوال ثبوت فعل نبوی (خوف کرنے کا) ہماری طرف سے قایم کیا۔ اور اس کے جواب مین حدیث شرح السنہ کو ثبوت فعل مین پیش کر دیا اور اس چالاکی سے یہ ثابت کر دیا کہ مخاطب کو دہوکہ دینے اور اسکا سوال اسکو بہلا دینے مین آپ اپنا ثانی نہین رکہتے۔ اور اس وجہ سے آپ ہمیشہ تحریری مباحثہ کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایسی بات زبانی کہین تو حاضرین مجلس سے کوئی تو اوسکو سمجہہ لے اور ایسی بات کو واپس لینے پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشفقانہ ہو الدجال اور آپنے جو

انکو مجبور کرے طولانی تحریرون مین ایسی باتین پڑہی جاتی ہین تو غالباً انکو کوئی سمجھہ نہین سکتا ہے اور آپکا وادچل جاتا ہے۔ پہر جب کہ آپ کی اس ہیرپہل بہلیان کو ہمنے سمجھہ لیا۔ اور آپکے اس جوابکا اپنی تحریر نمبری ۶ مین یہ جواب دیا کہ شرح السّنہ سے جو حدیث اپنے نقل کی ہی اسمین آنحضرت صلعم کا کوئی قول منقول نہین۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے جو اسکے فہم مین آتا ہے (کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے) اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت پر افترا نہین تو اور کیا ہے۔

تو آپنے تحریر نمبری ۸ سے یہ کہنا شروع کیا کہ صحابی نے آنحضرت کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہوگا کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے ڈرتا ہون تب ہی اُسنے آپسے یہ فعل نقل کیا کہ "آپ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے" جسکا جواب تحریر نمبری ۷ مین مفصل دیا گیا ہے

اسمقام کے بیان سے اور بیان ہائی تحریرات آئندہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ قول کہ مین اپنی اُمّت پر ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون" آنحضرت سے کسی کتاب حدیث مین مروی و منقول نہین ہے۔ اور نہ کادیانی نے اس قول کا ثبوت کسی کتاب کی نقل سے پیش کیاہے۔ اس قول کو آنحضرت کیطرف منسوب کرنیمین اسنے صریح جہوٹ بولا ہے۔ اب اس جہوٹ کو سچ بنانیکے لئے اُن احتمالات سے کہ آنحضرت نے یہ قول فرمایا ہوگا۔ یا صحابی نے آپکے اشارہ سے یہ قول سمجھہ لیا ہوگا۔ ہاتھ پاؤن مارتا ہے۔ جنکے مقابلہ مین ایسے احتمال بہی موجود ہین جنسے ممکن و قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ابن صیاد سے ایسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دریافت فرمایا تہا کہ بعض اکابر کا قول اشاعۃ السنتہ مین کہان ہے جسمین یہ لکھا ہو کہ بعض موضوع حدیثین کشف کی ذریعہ سے صحیح ٹہیر سکتے ہین اور صحیح موضوع ٹہیر سکتے ہین سو وہ قول ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ مین موجود ہے جسمین آپنے بتائید اپنے خیال کے شیخ ابن عربی صاحب کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین بہتری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کی نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتری حدیثین انکی نزدیک موضوع اور آنحضرت کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہین -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۸-

معاملات کئے جنسے آنحضرت کا ابن صیاد سے ڈرنا صحابی کے خیال مین آیا - (جیسے آنحضرت کا چہپ کر ابن صیاد کے حالات دیکہنا اور اسکا امتحان کرنا وغیرہ جو ہماری تحریر نمبری ۷ و ۸ بیان ہوئے ہین) تو اُس صحابی نے کہدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیّاد سے ڈرتے تہے - لہذا اس کہنے سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ کہ مین ابن صیّاد کے دجال معہود ہونیسے ڈرتا ہون" آنحضرت نے خود فرمایا - اور صحابی نے اسکو آنحضرت ص کے منہہ سے سُنا -

ملا اس سوال وجواب مین بہی آپنے تدلیس وتلبیس سے کام لیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے نہ ہمارا سوال پورا نقل کیا ہے اور نہ اُسکا جواب پورا دیا - ہمارا سوال تحریر نمبری ۵ مین بصفحہ (۲۵۴) اور آپ کا دعوے تحریر نمبری ۴ مین بصفحہ (۲۳۱) جسپر وہ سوال کیا گیا تہا ناظرین ملاحظہ کرین وانصاف سے کہین کہ ہمارا صرف یہی سوال تہا؟ اور اوسکا یہی جواب ہے -؟-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ[1] اگرچہ مین اسبات پر زور نہین دیتا کہ ایمانی طور پر آنمکرم کا یعنی آپکا یہی عقیدہ ہے لیکن مین آپ کے فحوای بیان سے سمجھتا ہون بلکہ ہر ایک تدبر کرنیوالا سمجھہ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپکا یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہ امر بکلی آپ کے عقیدہ سے باہر تہا تو پہر اسکا ذکر کرنا بطور لغو ٹہیرتا ہے[2] جو آپ کی شان سے بعید ہے انسان جس کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو مین بطور نقل کے ذکر کرتا ہے وہ اپنے مویدات دعوے اور راے کی مد مین لاتا ہے اور یا اسکے رد کی غرض سے لیکن صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنے مویدات دعوے کے ضمن مین لائے ہین چنانچہ آپنے بغیر اسکے ایسے دعوے کی تائید کے لیے ایک

---

[1] اب اپکو سوجہا کہ ہمارا جواب پورا جواب نہین تو آپکو بر طبق مثل چور کی ڈاہڑی مین تنکا یہ کہٹکا ہوا کہ اس سوال مین یہ امر بہی تو درج تہا کہ کشف سے احادیث کو صحیح و موضوع قرار دینے کی نسبت مولف رسالہ اشاعۃ السنۃ نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہے جسکا ہمنے کوئی جواب نہین دیا تو آپنے تنکا نکالنے کے لئے یہ کہا ہے کہ اگرچہ اس امر کی نسبت آپنے اپنا اعتقاد ظاہر نہین کیا مگر آپکی فحوائے کلام سے سمجہ مین آتا ہے کہ آپکا عقیدہ اسکی موافق ہوگا ورنہ وہ قول آپکی مویدات مین مذکور نہ ہوتا۔ اسکا جواب ہمنے تحریر نمبری ۶ و ۷ مین مفصل دیدیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشف کی ذریعہ سے احادیث کی تصحیح و تضعیف سے ہمنے اشاعۃ السنۃ مین اتفاق نہین بلکہ اختلاف ظاہر کر دیا تہا۔ اور اس قول کی نقل سے ہمارا اور ہی مقصود تہا جس سے اس قول کو تسلیم کرنا لازم نہین آتا۔ صفحہ ۳۰۱ ملاحظہ ہو۔

[2] اس صورت مین لغو ٹہیرتا ہے کہ اسکی نقل سے کوئی اور مقصود نہ ہو۔ اور جس حالت مین اس قول کے نقل سے اور مقصود ہے جو اسی پرچہ اشاعۃ السنۃ مین (جہان یہ قول منقول ہے) بیان ہو چکا ہے تو پہر اسکی نقل بلا اعتقاد کو لغو ٹہیرانا خود لغو کہنا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بخاری کی حدیث بھی لکھی ہے کہ محدث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ وہان تو آپنے کہلے طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ آپ اسی قول کی حامی ہین گو ایمانی طور پر نہین مگر امکانی طور پر ضرور حامی ہین اور میرے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کیونکہ میرا مطلب تو صرف اسیقدر ہے کہ حدیثین اگرچہ صحیح ہی ہون لیکن انکی صحت کا مرتبہ ظن یا ظن غالب سے زیادہ نہین سو ان حدیثون کی حقیقی صحت کا پرکہنے والا قران مجید ہے اور قران مجید جسقدر اپنے معاد اور اپنے کمالات بیان کرتا ہے اُنپر نظر غور ڈالنے سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنے تئین اپنے ماسوا کی تصحیح کے لئے محک ٹہرایا ہے اور اپنے ہدایتون کو کامل اور اعلےٰ درجہ کی ہدایتین بیان فرمایا ہے جیسا کہ وہ اپنی شان مین فرماتا ہے۔

ف ۱ اسحدیث کی نقل و تسلیم صحت سے یہ لازم نہین آتا کہ کشف کی ذریعہ سے احادیث صحیحہ کا موضوع ہونا ہماری نزدیک مسلّم ہے ہمارے نزدیک جو محدث ہونیکا دعوے کرے اور احادیث صحیحہ اتفاقیہ کو کشف کی ذریعہ سے موضوع کہے وہ محدث نہین شیطان ہے ہماری تحریر نمبر (۸) ملاحظہ ہو۔

ف ۲ اسقدر کیون۔ یہ مقدار کسنے مقرر کردیا۔ اور اس امر مین کہ احادیث صحیحہ کا مرتبہ ظن یا غالب ظن سے زیادہ نہین کسنے آپسے نزاع کی تہی۔ اور یہ مسئلہ آپسے کسنے پوچہا تہا جسپر آپکو اس مقدار کی بیان و تقریر کی ضرورت ہوئی۔ آپنے اس بیان اور تقریر مین ناحق و بلا ضرورت خروج از بحث کیا جسکی یہ ساتوین دفعہ ہے۔

ف ۳ حقیقی صحت کے لفظ سے اگر آپکی مراد قطعی صحت ہے تو اسکی پرکہنے کیلئے قرآن معیار نہین ہوسکتا جو حدیث ظنی ہے وہ موافقت قرآن کی حالت مین بہی ظنی رہیگی سو موافقت مضمون قرآن اوسکو قطعی نہ بناویگی۔ اور اگر موافقت مضمون قرآن موجب صحت یا قطعیت ہوسکتی ہی۔ تو چاہئے کہ ایک موضوع حدیث جسکا مضمون قرآن کی موافق ہو صحیح یا قطعی ہو (جسکا کوئی مسلمان قائل نہین)

خروج ۷ دفعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فیھا کتب قیمۃ - فصلناہ علی علم - یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام
ویخرجھم من الظلمت الی النور - ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون - قل ان ھدے
اللہ ھو الھدی فمن اتبع ھدی فلا یضل ولا یشقے - لا یاتیہ الباطل من بین
یدیہ ولا من خلفہ - فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ
الوثقی لا انفصام لھا - ان ھذا القران یھدی للتی ھی اقوم - ان فی ھذا
لبلاغا لقوم عابدین وانہ لحق مبین - حکمۃ بالغۃ - تبیانا لکل شیء روحا
من امرنا - نور علی نور - انزل الکتاب بالحق والمیزان - ھدی للناس وبینات
من الھدی والفرقان - انہ لقران کریم فی کتاب مکنون فصلناہ علی علم
انہ لقول فصل لا ریب فیہ - وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذین اختلفوا فیہ و

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۱

خروج و تفرد

اور اگر اس قطعی صحت کا مطلب کچھہ اور بطن قائل ہے تو اسکے اظہار پر اسمین گفتگو کی جائیگی
۱؎ ان آیات کا ترجمہ وہی خصوصیات و صفات ہین جنکو قادیانی نے بعد ختم آیات بنمبروار
بیان کیا ہے ان صفات و خصوصیات مین ایک خصوصیت بھی ایسی نہین جس سے ثابت ہو کہ
قران احادیث صحیحہ نبویہ کی صحت و قطعیت کیلئے معیار و محک ہے - ناظرین غور و انصاف سے
ان خصوصیات و صفات کو ملاحظہ کرین اور داد انصاف دیکر کہین کہ ان آیات کی نقل و بیان
مین قادیانی نے خروج از مبحث کیا ہے جسکی آٹھوین دفعہ یا ان آیات کو سوال زیر بحث سے تعلق ہے
خصوصیت نمبری ۱۱ مین آپنے قرآن کا سحر کی شناخت کیلئے محک ہونا بیان کیا ہے سو وہ ان آیات
مین سے کسی آیت کا ترجمہ نہین ہے ہوتا تو بھی احادیث صحیحہ نبویہ سے اسکا کچھہ تعلق نہوتا - حدیث صحیح نبوی
بذات خود حق ہے - وہ صحت و ثبوت کے بعد اپنے حق ہونیکے ثبوت مین کسی اور کسوٹی پر لگائے جانیکی محتاج نہین ہے
۲؎ یہ متعدد آیات کے الفاظ ہین جسکو آپنے ایک آیت قرار دیا ہے - اور انکا ترجمہ بھی نمبری ۱۴ مین ایسا کیا ہے جس سے
صاف ثابت ہے کہ آپ اسکو ایک آیت سمجھتے ہین مگر مسلمانونکو قرآن عربی مین اس آیت کا یہ الفاظ و ترتیب متعدد ہونا پتہ نہین ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وھدی ورحمۃ لقوم یومنون - قل نزلہ روح القدس من ربک لیثبت الذین امنوا وھدی وبشری للمسلمین ھذا بیان للناس وموعظۃ للمتقین - بالحق انزلناہ وبالحق نزل - قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء - ما کان حدیثا یفتری - اب ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے ان ایات مین کئی قسم کی خصوصیتین اور صفتین قرآن کریم کی بیان فرمائی ہین از انجملہ ایک یہ کہ وہ تمام صداقتون پر مشتمل ہے (۲) وہ مفصل کتاب ہے - (۳) وہ ان لوگونکو ہدایت دیتا ہے کہ جو خدا تعالی کی رضا مندی کے اور دارالسلام کے طالب ہین - (۴) وہ ظلمات سے نور کیطرف نکالتا ہے اور نامعلوم باتین سکہاتا ہے (۵) ہدایت اسکی ہدایت ہے - (۶) باطل اسکی طرف کسیطور سے راہ نہین پاسکتا - (۷) جسنے اس سے پنجہ مارا عروہ وثقی کو پنجہ مارا (۸) وہ سب سے زیادہ سیدہی راہ بتلاتا ہے (۹) وہ حق الیقین ہے ظن اور شک کیجگہ نہین (۱۰) وہ حکمت بالغہ ہے اسمین ہر یک چیز کا بیان ہے (۱۱) وہ حق ہے یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ کی شناخت کیلئے محک بہی ہے - (۱۲) وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتونکی اس مین تفصیل ہے اور حق و باطل مین فرق کرتا ہے (۱۳) وہ قران کریم کتاب مکنون ہے جسکے ایک معنے یہ ہین کہ صحیفہ فطرت ؎ مین اسکی تعلیمین منقوش یعنے اسکی تعلیم فطرتی ہے جیسا کہ

نمبر ۲۹۳ جلد ۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان والی قران مین اسکا پتہ تو خبر نہین - ایسا ہی اور آیات مین آپنے تصرف کیا ہے اور انکو آیت احد قرار دیا ہے اور نہین کہبرا گہٹا دیا جس شخص کا الفاظ قرآن کی حفظ وضبط مین یہ حال ہو وہ قرآنکی حقایق ومعارف کیا خاک بیان کریگا - لاہور کو مباحثہ مین جو مولوی عبد الحکیم صاحب سے ہوا تہا آپنے آیات قرآن کو غلط پڑہا ایک کتاب حدیث کی عبارت پڑہی تو غلط پڑہی جس سے حاضرین کو یقین ہوگیا کہ آپ ایک رکوع قرآن شریف اور ایک حدیث صحیح نہین پڑہ سکتے -

؎ اس فطرت کی ذرا توضیح وتشریح کی ہوتی جسمین یہ تعلیم قرآن مکنون و منقوش ہے تاکہ اچھی طرح آپکا نیچری ہونا ناظرین پر ثابت ہوتا - شاید اسی خوف سے آپنے اس توضیح سے سکوت کیا ہے اور نقل آیت پر اکتفا فرمایا - جو لوگ اسکی نیچری اصول پر توضیح چاہین وہ سر سید کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا ہے فطرة التی فطر الناس علیہا (نمبر ۱۴) وہ قول فصل ہے اسمین کچھ بھی شک نہین (۱۵) وہ اختلاف کے دور کرنیکے لئے بہیجا گیا ہے (۱۶) وہ ایمان وارون کے لئے ہدایت وشفا ہے - اب فرمائی کہ یہ عظمتین [۱] اور یہ خوبیان کہ جو قرآن کریم کی نسبت بیان فرمائی گئی احادیث کی نسبت ایسی التعریفونکا کہان ذکر ہے پس میرا مذہب فرقہ ضالہ نیچریہ [۲] کیطرح پر نہین ہے کہ مین عقل کو مقدم رکہہ کر قال الله اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کرون ایسے نکتہ چینی کرنے والون کو ملحد

تصانیف مغالطہ کرین - اور اگر اسلامی اصول پر فطرت اور آیت فطرتکی شرح مطلوب ہو تو اشاعۃ السنۃ ملاحظہ فرماوین -

۱ ان عظمتون اور خوبیون کا منکر کون مردود ہے - اور انکی بحث ونزاع کسکو ہے آپنے ناحق بلاضرورت ان خوبیون کو بیان کیا - اور تحصیل حاصل اور خروج از بحث کا ارتکاب کیا جس کی یہ نوین دفعہ

۲ آپکی اس قسم کی نکتہ چینیان کہ تیس یا چالیس ہزار فٹ سے اوپر ہوا نہین - لہذا آسمانپر کسی زندہ کا جانا ممکن نہین وبنا برعلیہ آنحضرت کا جسمانی معراج اور حضرت مسیح کا جسم سے آسمانپر عروج ممکن نہین ہے اگر مسیح آسمانون پر ہین تو وہان کیا کہاتے ہونگے اور آپکے بال بڑہ گئے ہونگے اور اگر حضرت جبرائیل امین بذات خود زمین پر نازل ہوں تو سورج د جوانکا ہیڈکوارٹر ہی فاسد اور معدوم ہو جاتا) اور حضرت مسیح نے واقعہ مین کوئی جانور نہین بنایا اور کوئی مردہ زندہ نہین کیا اور کوئی کوہڑی اور اندہا اچہا نہین کیا وہ صرف مسمریزم کا عمل کیا کرتے یا اپنے باپ یوسف نجار سے سیکہی ہوئی کام کاٹہ سے کلین اور کہلونے بناتے اور ان چیزون کے ظاہری مراد لینا عقل وایمان وتوحید قرآن کے مخالف ہین وغیرہ وغیرہ نیچریون کیطرح نکتہ چینی نہین تو آپ بیان کرین کہ یہ کس صحابی یا تابعی یا امام مجتہد قرون ثلاثہ سے اسی قسم نکتہ چینی قال الله وقال الرسول پر مروی وثابت ہے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہون بلکہ مین جو کچہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے کیطرف سے ہمکو پہونچایا ہے اُس سب پر ایمان لاتا ہون۔ صرف عاجزی اور انکساری کے ساتہہ یہ کہتا ہون کہ قرآن کریم ہریک وجہ سے احادیث

۵۱ الحمد للہ۔ رجل قضی علے نفسہ آپنے اپنے نفس پر خود ہی فیصلہ کیا اور صیح فتویٰ لگایا اسی نظر سے کرایسے نکتہ چینی کرنے والے آپ کے اعتراف سے ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین آپکو علماء اسلام ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

۵۲ محض کذب ہے اور ابلہ فریبی۔ آپ گو ان الفاظ پر جو خدا و رسول نے فرمائے ہین ایمان رکھتے ہین۔ مگر ان معانی پر جو ان الفاظ سے خدا و رسول نے مراد رکھے ہین۔ اور زمانہ رسالت سے اسوقت تک مسلمانون مین وہ مراد خدا و رسول تسلیم کی گئی ہے آپ ہرگز ایمان نہین رکھتے۔ اور لفظی ایمان (جو آپ رکھتے ہین) نیچری بہی رکھتے ہین۔ وہ ملک جبرئیل وحی نزول وغیرہ الفاظ زبان پر لاتے اور انکو مانتے ہین و با اینہمہ وہ آپکے اقرار لسانی کے بموجب ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین تو پھر آپ کیون خارج نہوئے۔ فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

۵۳ یہ عاجزی دلی اور مخلصانہ نہین بلکہ لفظی اور منافقانہ ہے بمصداق بیت صائب۔

سنگین دلست ہر کہ بظاہر ملائم ست ٭ صائب درون بنبہ نگر پنبہ دانہ را ٭

اور یہ ظاہری اور لفظی عاجزی بہی بعض تحریرون مین ہے۔ آپنے بعض تحریرون مین تو آپنی درشتی اور سخت گوئی اس وسعت سے اختیار کی ہے کہ اس سے صحابہ تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور عامہ مسلمین قرون اولی سے لیکر اسوقت تک نہین چھوٹے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت عدم صحت پر کھنے کے لئے وہ محک ہے[۵۲] اور مجکو خدا تعالے نے قرآن کریم کی اشاعت[۵۳] کے لئے امور کیا ہے تا مین جو ٹہیک منشار قرآن کریم کا ہے لوگونپر ظاہر کرون اگر اوس خدمت گذاری مین علماے وقت کا میرے پر اعتراض ہو اور وہ

حاشیہ صفحہ ۲۹۵

آپ ان لوگون کو اعتقاد حیات و معجزات مسیح علیہ السلام کی سزا مین مشرک واحمق و بے حیا و بے ایمان رکھہ چکے ہین کیا عاجزی وانکساری اسی کا نام ہے؟ یہ تو پرلے سرے کی رعونت و تکبری ہے۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق مطلوب ہو تو ع۲ جلد ہذا کا صد ۱۲۷ و صد ۱۲۸ وغیرہ ملاحظہ ہو اور فیصلہ آسمانی اور اشتہار (دہلی) مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۹۲ء صفحہ ۲ مین اسوقت کے علماء محققین کا بیان دیکھیں۔

۵۱ محض کذب ہے اور صریح مغالطہ ہر چند قرآن کریم رتبہ ثبوت مین حدیث سے مقدم ہے۔ مگر حدیث صحیح اپنے منصب و خدمت تشریح و تفسیر مین قرآن سے مقدم ہے۔ حدیث نہ ہو تو قرآن مجید کے بہت سے احکام سمجھہ مین نہ آوین اور نہ وہ دستور العمل ہو سکین فتوے کا صد ۱۸۳ ملاحظہ ہو۔

۵۲ غلط محض و مغالطہ ہے۔ چنانچہ بارہا بیان ہوا ہے آپ بار بار ایک ہی بات کا اعادہ کرتے ہین ہم کہانتک اسکے جواب کا اعادہ کرین۔

۵۳ اشاعت نہین آپ بزعم خود قرآن کا اخمال اور اماتت چاہتے ہین کیا قرآن کی یہی اشاعت ہے کہ اسکے معجزات کی حقائق مشہورہ متوارتہ کو مٹا دین۔ اور اسکی اخبار اور پیشگوئیون کو نیست نابود کرنا چاہین جو آپ کر رہے ہین مگر آپ خوب یاد رکھین کہ خدا تعالے قرآن کا محافظ خود ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور وہ اپنے نور کو آپ پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ منکر ناخوش ہون۔ "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجھکو فرقہ ضالہ نیچریہ کیطرف منسوب کرین تو مین انپر کچہ افسوس نہین کرتا بلکہ خداتعالے سے چاہتا ہون کہ خدا تعالے وہ بصیرت اُنہین عطا فرماوے جو مجھے عطا فرمائی ہے نیچریونکا اول دشمن مین ہی ہون ؀ اور ضرور تہا کہ علما

سلہ آپ نیچریون کے شاگرد اور اس گہرانے کے فیض یاب سے بابا کے ہیان سے کون لایا + جسنے پایا یہین سے پایا۔ اور پہر مدعی عداوت ! انمک خوردن اور نمکدان شکستن اسیکا نام ہے۔ حضرت اپنے جو عقائد باطلہ ظاہر کئے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہین اور وہ سولی چڑہائے گئے ہین اور انکے معجزات مسمریزم کا اثر تہا وغیرہ وغیرہ۔ اسمین سربسر سرسید کی زلہ ربائی اور کاسہ لیسی کی ہے۔ چنانچہ حواشی تحریر نمبری (۸) مین تفصیل و تشریح کے ساتہ ثابت کیا جائیگا۔ پہر آپکا یہ دعوے کہ نیچری کا اول دشمن مین ہون اس خاندان کا کفران نعمت نہین تو کیا ہے۔ اس خاندان کے متوسلیں خصوصًا امرتسر و گجرات کے ساکنین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ ایسے ناشکر و عاق شاگرد سرسید کو آپ لوگ سرسید کا خلیفہ سمجھکر اس سے حسن عقیدت رکھتے ہین یہ سرسید کی حق تلفی و ناشکری ہے۔ اور بڑے افسوس اور کمال شرم کی بات سرسید کادیانی کا یہہ کلمہ سنین اور پہر کادیانی کے حق مین اپ لوگون کے حسن عقیدت پر مطلع ہون تو یقینًا آپ لوگون سے دل سے ناخوش ہون گو فرط مروت سے بظاہر کچہ نہ کہین۔

بہتر ہے کہ آپ لوگ غیرت و حمیت مذہبی کو کام مین لاوین اور کادیانی کے شاگرد ہوکر مدعی عداوت ہونے پر اسکا ساتہ ندین۔ اور یہ تو سوچین اور کہین کہ وہ کون نیچرل عقدہ ہے جو سرسید سے حل نہین ہوا۔ اور اسکو کادیانی نے حل کردیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میری مخالفت کرتے کیونکہ بعض احادیث کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماء اسکی مخالفت کرینگے اسکی طرف مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے آثار القیامۃ مین اشارہ کیا ہے اور حضرت مجدد صاحب سرہندی نے

تقریر صفحہ ۲۹۶ ۱ و ۲ و ۳ کا نمبر۱ صفحہ آئینہ کے

جس کی وجہ سے آپ اس کے پیچھے لگ گئے ہین۔ ایسا کوئی عقدہ بیان نکرسکین تو خیال فرماوین کہ پہر سر سید کو چھوڑ کر اسکا اتباع آپکے لئے کب زیبا ہے؟ وان تینون فقرات مین آپنے کذب ومغالطہ سے کام لیا ہے۔ اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔ کسی حدیث مین یہہ پایا نہین جاتا کہ حضرت مسیحؑ آئینگے تو علماء وقت انکی مخالفت کرین گے اور نہ نواب صاحب مرحوم مغفور نے کتاب آثار قیامۃ مین یہہ بات کہی ہے۔ حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بہی مکتوبات کے صفحہ ۱۰۷ مین یہ نہین کہا کہ علماء وقت حضرت مسیح کو اہل الرائے کہینگے اور یہ خیال کرین گے کہ یہہ حدیثون کو چھوڑتا ہے۔ اور صرف قرآن کا پابند ہے جیسا کہ آپ نے انسے نقل کیا اور اسکو مسیح موعود کا خاصہ سمجھکر اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ بلکہ مجدد صاحب نے اسمقام مین جو کہا ہے وہ یہہ ہے "نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اورا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمایند ومخالف کتاب وسنت دانند"۔ اس قول مین مجدد صاحب کی صاف تصریح ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح کی مجتہدات پر انکار کرینگے وہ انکو کتاب وسنت دونو کے مخالف قرار دین گے نہ قرآن کے موافق اور صرف حدیث کے مخالف یہہ آپکے کذب کا ثبوت ہے۔ اب اپنا مغالطہ سنئے کہ آپ نے صرف الزام مخالفت حدیث کے مورد ہونے سے اپنا مسیح ہونا نکال لیا اور اس مغالطہ سے ناواقف مسلمانون کی آنکھون مین خاک ڈالکر ان کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ مین لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماے وقت اسوقت کے اہل الراے کہینگو یعنے خیال کرینگے کہ یہ حدیثونکو چھوڑتا ہی اور صرف قرآن کا پابند ہے اور اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائینگے۔

والسلام علی من اتبع الہدی۔ غلام احمد ۲۱ جولاے ۱۸۹۱ء

فیصلۂ آسمانی صفحہ ۲۰

اس روشن بات کے دیکھنے سے اندھا کرتا ہے کہ حدیث بلکہ قرآن کے ہزارون مخالف ہر زمانہ مین گزر چکے ہین اور علماء وقت انکو منکر و ملحد و بے دین کہتے چلے آئے ہین پہر وہ کیا صرف اس الزام مخالفت کا مورد ہونے سے مسیح بن گئے ہرگز نہین۔

ہم اُن ناواقف مسلمانون کو آپ کے اس مغالطہ سے بچانے کی غرض سے آگاہ کرتے ہین کہ مسیح کا خاصہ صرف یہی نہین جو آپنے انکا خاصہ قرار دیا ہے۔ بلکہ انکی خواص و علامات وہ برکات و معجزات ہین جو قرآن اور حدیث مین بیان ہوئے ہین۔ اور زمانہ نزول قرآن سے اسوقت تک اہل اسلام مین مسلم چلے آئے ہین۔ اور آپ کی ذات مین ان خواص و علامات کا نام و نشان نہین بلکہ مسیحی صفات و خواص و برکات کے اضداد آپ مین موجود ہین۔ جنکی نظر سے آپ کو ضد المسیح کہنا واجب ہے۔ حضرت مسیح نے مردے زندہ کیے کوڑہے اچھے کئے۔ آپ خود ہمیشہ انواع امراض مین مبتلا رہتے ہین جنکی نظر سے آپکو حواری آپکے زبان حال مین بلسان حال یہ کہرہے ہین سے جو طبیب اپنا تہا وہ خود ہی مرض سے زار ہے۔ مژدہ باد اے مرگ عیسے آپ ہی بیمار ہے۔ حضرت مسیح ایسے خلاق مجسم تہے کہ خنزیر پاس سے نکلا تو اوس کو سلام سے مخاطب کیا۔ آپ ایسے بدخلق و بدگو ہین کہ مسلمانون کو کتو اور خنزیر کا خطاب دیتے ہین دیکھو ازالہ صفحہ ۸۱ وغیرہ حضرت مسیح برائی کے بدلے مین بہی برائی نہ کرتے آپ ناحق و ناکردہ گناہ مسلمانون کو گالیان دیتے ہین اشتہار ۱۷۔ اکتوبر ۹۱ء وفیصلہ آسمانی ملاحظہ ہو۔ لہذا ممکن نہین کہ ان اضداد صفات مسیح کے ساتہ صرف اس خیالی الزام کے سبب آپ مسیح بن سکین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریر نمبر ششم از جانب خاکسار

آپ نے با این ہمہ تطویل میرے سوال کا جواب پہر بہی صاف ندیا اور آپکی اس کلام مین وہی اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے جو پہلی کلام مین موجود ہے آپ شرط صحت کو جو آپ کے خیال مین ہے پیش نظر رکھ کر صاف صاف الفاظ مین دو حرفی جواب دین کہ احادیث کتب حدیث خصوصًا صحیح بخاری و صحیح مسلم بلا تفصیل صحیح و واجب العمل ہین یا بلا تفصیل غیر صحیح و نا قابل عمل یا انمین تفصیل ہے۔ یعنے بعض احادیث صحیح ہین اور بعض غیر صحیح و موضوع اسکے ساتہہ آپ یہ بہی بتا وین کہ آپنے اپنی تصانیف مین کسی حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کو غیر صحیح و موضوع کہا ہے یا نہین۔

(۲) آپنے جو میرے اس سوال کا کہ سلف مین آپکا کون امام ہے جواب دیا ہے وہ میرے سوال کا جواب نہین ہے یعنے ابن صیاد کی نسبت وہ سوال نہین کیا تہا بلکہ آپ کے اس اعتقاد کی نسبت سوال کیا تہا کہ صحت احادیث کا معیار قرآن ہے اور جو حدیث قرآن کے موافق نہو وہ موضوع ہے۔ اب بہی آپ فرما وین (اگر آپکا اعتقاد فرقہ نیچریہ ضالہ کے موافق نہین ہے) کہ صحت احادیث کا معیار توافق قرآن کو ٹہرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے۔

(۳) اجماع کی تعریف مین جو آپ نے کہا ہے یہ کس کتاب اصول وغیرہ مین پایا جاتا ہے تین چار صحابہ کے اجماع کو علماے اسلام سے کون شخص اجماع قرار دیتا ہے

(۴) شرح السنہ سے جو حدیث آپنے نقل کی ہے اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اوسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جو اوسکی فہم مین آیا ہے اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین تو کیا ہے۔

۵۔ اشاعت السنہ مین جو مینے محے الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے اوسکی نسبت کیا مین نے آخر ریویو مین بصفحہ ۳۴۵ ظاہر نہین کیا کہ مجھے اس سے اتفاق نہین ہے اوس صفحہ مین کیا یہ عبارت درج نہین کہ یہی جتانا اس امر سوم کے بیانسے ہمارا مقصود تہا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بہی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم غیر نبی کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ ہم صرف کتاب اللہ وسنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین نہ خود الہامی ہین نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع اور مقلد ہین۔ پہر مجہ کو اس قول ابن عربی کا امکانی قائل بنانا مجہپر افترا[۱] نہین تو کیا ہے آیات قرآن جو آپنے نقل کی ہین اونکو امر متنازعہ سے کچہ تعلق نہین ہے مین اس امر کو اپنے تفصیلی جواب مین بیان کرونگا جب سوالات مذکورہ کا جواب پاؤنگا۔

۲۱ جولائی ابو سعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ششم از جانب کادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

آپ نے پہر میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ مینے آپ کے سوال کا جواب صاف نہین دیا۔ مین حیران ہون کہ مین کن الفاظ مین اپنے

۱؎ حاشیہ صفحہ ۲۹۲ ملاحظہ ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب کو بیان کرون ۔ یا کس پیرایہ مین ان گذارشون کو پیش کرون تا آپ اسکو واقعی طور پر جواب تصور فرماوین آپ کا سوال جو اس تحریر اور پہلی تحریرون سے سمجھا جاتا ہے ۔ یہ ہے کہ احادیث کتب حدیث خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم

پیرایہ تو آپکو معلوم ہے اور الفاظ بھی مخفی نہین ۔ الفاظ صرف ہست یا نیست ہین ۔ اور پیرایہ یہ کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح ہین یا نہین ۔ یا بعض صحیح ہین بعض غیر صحیح ۔ مگر ان الفاظ اور اس پیرایہ مین جواب دینا آپکو مشکل ہے اسلیے آپ حیران اور یہہ سوچ رہے ہین کہ اگر کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح و موضوع بتاتے ہین تو آپکے دام افتادہ اہلحدیث (خصوصاً منشی ناصر نواب خسر بیعی اور حافظ محمد یوسف و منشی عبد الحق اور اُنکے پارٹی) دام سے نکلتے ہین ۔ کیونکہ یہہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہین اور آمین بالجہر کرتے ہین ۔ اور آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین پھنسے ہوئے ہین ۔ لہذا احادیث صحیحین کی صحت سے صریح انکار پر اُنکے منحرف ہو جائیگا اندیشہ ہے اور اگر جملہ احادیث صحیحین کو صحیح مانتے ہین ۔ تو آپکے جملہ خیالات و مقالات مستحدثہ (مثلاً حضرت مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہین اور آنے والے مسیح وہ نہین ہین آپ ہین وغیرہ وغیرہ) کی بیخ کنی ہوتی ہے ۔ کیونکہ ان کتب کی حدیثون مین اُن خیالات کا صریح خلاف موجود ہے ۔ اس حیرت و تردد مین آپ کا اوس سانپ کا سا حال و خیال ہے ۔ جو چھپکلی کو مُنہ مین لیکر یہہ سوچ رہا تھا کہ اسکو کھاتا ہون تو کوڑہے بنتا ہون چھوڑتا ہون تو کلنکو کھلاتا ہون ۔ جسکی پنجابی زبان کی اس مثل مین حکایت ہے ۔ کھائے تان کوڑھی چھڈے تان کلنکے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صحیح واجب العمل ہین یا غیر صحیح و نا قابل عمل اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے منہ سے یہہ کہلانا چاہتے ہین کہ ہین اس بات کا اقرار کرون کہ یہہ سب کتابین صحیح اور واجب العمل ہین اگر مین ایسا کرون تو غالباً آپ خوش ہو جائینگے اور فرمائینگے کہ اب میرے سوال کا جواب پورا پورا آگیا لیکن مین سوچ مین ہون کہ کس شرعی قاعدہ کے رو سے ان تمام حدیثون کو بغیر تحقیق و تفتیش کے واجب العمل یا صحیح قرار دے سکتا ہون طریق تقوے یہہ ہے کہ جب تک فراست کاملہ اور بصیرت صحیحہ حاصل نہ ہو تب تک کسی چیز کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت حکم نافذ نہین کیا جائے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا

۲و۱ – آپ یہہ قرار نہ کرین اور کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح و موضوع قرار دین تو اسمین بھی ہم خوش ہین۔ کیونکہ اسمین آپ کی قلعی کھلتی ہے۔ اور ان لوگون کی جو آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین مبتلا ہین۔ آپکے پنجہ سے نجات اور ہدایت متصور ہے۔ آپ یہہ بات صاف و صریح طور پر لکھکر دیکھین ہم اپر کیسی مسرت ظاہر کرتے ہین اور اس سے کیا نتائج نکالتے ہین۔

۳ – اس صورت مین تقوی کا طریق یہہ ہے کہ اپنی لاعلمی کا اظہار کیا جائے اور "لا ادری" یعنے مین نہین جانتا ہون کہا جائے جو نصف العلم کہلاتا ہے۔ اور نہ یہہ کہ نہ اقبال کرین۔ نہ صاف انکار اور ادھر اودھر کی باتون مین جواب کو ٹلا دین۔ جیسا کہ آپ کر رہے ہین۔ اور اگر اس قول سے یہہ مقصود ہے کہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح کہنا بے بصیرتی ہے تو یہہ محدثین سلف و خلف پر جو ان احادیث کو صحیح سمجھتے ہین تعریض و طعن ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سو اگر مین دلیری کر کے اس معاملہ مین دخل دون اور یہہ کہون کہ میرے نزدیک جو کچہ محدثین خصوصًا امامین بخاری اور مسلم نے تنقید احادیث مین تحقیق کی ہے اور جسقدر احادیث وہ اپنی صحیحون مین لائے ہین وہ بلاشبہ بغیر حاجت کسی آزمایش کے صحیح مین تو میرا ایسا کہنا کن شرعی وجوہات و دلائل پر مبنی ہوگا یہہ تو آپکو معلوم ہے کہ یہہ تمام ائمہ حدیثون کے جمع کرنے مین ایک قسم کا اجتہاد کام مین لائے ہین اور مجتہد کبھی مصیب اور کبھی مخطی بہی ہوتا ہے جب مین سوچتا ہون

ما ۲ او۔ یہ لفظ پکار رہا ہے کہ آپ احادیث صحیحین کو صحیح نہین سمجہتے اور ان کے صحت کے دعوے کو بڑی دلیری کا کام خیال کرتے ہین اور محدثین سلف وخلف کے جو ان احادیث کو صحیح کہتے ہین۔ اس دلیری کا مرتکب سمجہتے ہین۔ اور اگر اس سے یہہ مقصود ہے کہ محدثین سلف وخلف کو ان احادیث کی صحت کی وجوہات معلوم ہونگی۔ اسلیے انکا صحیح کہنا بجا تہا۔ مجہو معلوم نہین اسلیے مین دلیری نہین کر سکتا۔ تو اس صورت مین اولًا آپکو اپنی لاعلمی کا اعتراف ضروری تہا۔ ثانیًا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک کسی حدیث کی وجہ صحت معلوم نہو وہ آپ کے نزدیک لائق تسلیم نہین ہے۔ اور اس باب مین محدثین کی تحقیق پر اعتماد جائز نہین۔ اور اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ آپ کے اور آپکے اتباع کے نزدیک جملہ احادیث بے کار و بے اعتبار ہین۔ کیونکہ انکی وجہ صحت کا آپکو علم حاصل نہین اور نہ اسوقت بدون اتباع محدثین یہ علم آپکو یا کسی اور کو ہو سکتا ہے۔

کسی حدیث کے مضمون کا قرآن کے مطابق و موافق ہونا یا کسی حدیث پر بعض لوگونکا عمل کرنا اسحدیث کی صحت کیوجہ نہین ہو سکتی۔ کیونکہ بعض موضوعات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ ہمارے بھائی مسلمان موحدین نے کس قانون قطعی اور یقینی کے رو سے ان تمام احادیث کو واجب العمل کر دیا ہے۔ تو میرے اندر سے نور قلب یہی شہادت دیتا ہے کہ صرف یہی ایک وجہ انکے واجب العمل ہونے کی پائی جاتی ہے کہ یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ علاوہ اوس خاص تحقیق کے جو تنقید احادیث مین ائمہ حدیث نے کی ہے وہ حدیثین قرآن کریم کے کسی آیۃ محکمہ اور بنیہ سے منافی اور مغائر نہین ہین اور نیز اکثر احادیث جو احکام شرعی کے متعلق ہین تعامل کے سلسلہ سے قطعیت اور یقین تام کے درجہ تک پہونچ گئے ہین ورنہ اگر ان

کا مضمون بھی قرآن کے موافق ہے۔ اور انپر بعض لوگون کا عمل بھی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ انکو کوئی مسلمان صحیح نہین کہہ سکتا۔ حاشیہ صفحہ ۲۱ مین ملاحظہ ہو۔

۵ - موحدین کے لفظ سے آپ ان لوگون کی مراد رکھتے ہین جنکو عام لوگ غیر مقلد یا وہابی کہتے ہین۔ یہ لفظ کہکر آپنے جتانا چاہا ہے۔ کہ احادیث صحیحین کو صرف غیر مقلد یا وہابی لوگ صحیح اور واجب العمل جانتے ہین نہ مقلدین مذہب حنفی وغیرہ مذاہب جس سے ناواقف مقلدین حنفیہ کو اپنے ساتھ ملانا اور صحت احادیث صحیحین سے انکو منکر بنانا آپ کا مقصود ہے۔

اور یہ محض غلط اور مغالطہ ہے۔ احادیث صحیحین کو غیر مقلدین و مقلدین و فقہا و محدثین سبھی یکسان صحیح و اجب العمل جانتے ہین۔ ہماری تحریری نمبر ۸ مین عبارات فقہا و محدثین اس امر کی تصدیق مین ناظرین کی نظر سے گذرینگی۔

۱۶ و ۲۳ و ۲۷ - پھر آپنے قطعی یقینی نبوت کی بحث کو چھیڑا اور ایک ایسے امر سے تعرض کیا

صفحہ آئندہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دونو وجوہ سے قطع نظر کیجائے تو پہر کوئی وجہ انکے یقینی الثبوت ہونیکی معلوم نہین ہوتی ہان یہہ ایک وجہ پیش کیجائیگی کہ اسی پر اجماع ہو گیا ہے لیکن آپ ریویو براہین احمدیہ کی صفحہ ۳۳۰ مین اجماع کی نسبت لکہہ چکے ہین کہ اجماع اتفاقی دلیل نہین ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ اجماع مین اولاً یہہ اختلاف ہے کہ یہہ ممکن بہی ہو بہی

جسکا نہ ہمکو دعوے ہے نہ آپکو اس سے انکار کی ضرورت ہے اور اس بحث مین آپنے (دسوین) دفعہ خروج از بحث کیا۔

۲ ۔ ریویو براہین احمدیہ کی جو عبارت آپنے نقل کی ہے اسمین اجماع کے متعلق اختلاف علما اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ اجماع باوجود محل اختلاف ہونیکے شرعی حُجت اور معتبر سمجھا گیا ہے۔ تو پہر الہام غیر نبی محل اختلاف ہونے کے سبب کیون نامعتبر ہو۔

یہہ غرض عبارت منقولہ کادیانی کی ماقبل ومابعد مین بتصریح بیان کی گئی ہے اس عبارت کے ماقبل بصفحہ ۳۳۰ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ کے کہا ہے۔ اس الہام کے متفق علیہ نہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلیے ثابت نہین ہوتا کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے۔ یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہو حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑہکر ہے۔ اور ہر ایک فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجھتا ہے۔

دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکہلو۔ کیا یہ چارون دلیلین اتفاقی دلیلین ہین ہرگز نہین انمین دو دلیلین کتاب وسنت تو اتفاقی ہین اور دو باقی اجماع وقیاس اختلافی ہین اسکے بعد وہ عبارت مرقوم ہے جو کادیانی نے نقل کی ہے۔ اسکے بعد کے صفحہ ۳۳۳ مین کہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان کو ہی نہین مانتے پہر ماننے والونکا اسمین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین ایک جماعت امکان علم کے بہی منکر ہین امام فخر الدین رازی نے کتاب محصول مین یہ اختلاف بیان کر کے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مؤمنین اہل اجماع بہت تہوڑے تھے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تہی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی کوئی سبیل نہین اسی کے مطابق کتاب حصول المامول مین ہے جو کتاب

پہر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ (خصوصًا اولہ اربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ) بے اعتبار نہو گئے تو اختلاف کے سبب الہام کیونکر بے اعتبار ہو سکتا ہے ۔ یہ عبارات ماقبل ومابعد عبارت منقولہ کادیانی صاف پکار رہی ہین کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ کے نزدیک اجماع کی نسبت وہ اختلافات جو عبارات منقولہ کادیانی مین بیان ہوئے ہین لائق لحاظ واعتبار نہین ہین ۔ اور اجماع باوجود محل اختلاف ہونے کے حجت شرعی اور معتبر ہے ۔

کادیانی نے اس عبارت کی نقل وبیان مین وہی کام کیا ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تو لے لیا اور اَنْتُمْ سُکَارٰی کو چہوڑ دیا یعنے اس عبارت کا ماقبل ومابعد اڑا دیا اور صرف درمیانی عبارت متضمنہ اختلافات متعلقہ اجماع کو نقل کر کے مؤلف اشاعۃ السنہ کو اسکا قائل ومصدق بنا دیا ۔ اور ناظرین کو یہ جتایا کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ وجود اجماع اور اسکے حصول علم سے اور حجیت ہونے سے منکر ہے ۔ پہر احادیث صحیحین کی صحت پر دعوے اجماع کیون کرتا ہے ۔ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اسمین کہا ہے جو یہ دعوی کرے کہ ناقل اجماع
اُن سب علماء دنیا کی جو اجماع مین معتبر ہین معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے
مین حد سے نکل گیا۔ اور جو کچھ اسنے کہا ٹھیک ہے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ
اُنہون نے صاف فرما دیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے فقط اب
مین آپ سے دریافت[عه] کرنا چاہتا ہون کہ بخاری و مسلم کی احادیث کی نسبت جو
اجماع کا دعوے کیا جاتا ہے۔ یہہ دعوے کیونکر راستی[عه]* کے رنگ سے رنگین سمجھ سکین
حالانکہ آپ اسبات کے قائل[عه] ہین کہ صحابہ کے عہد کے بعد کوئی اجماع حجت نہین

اور اس جعل و تصرف سے قادیانی نے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکھایا ہے
ناظرین اصل عبارت اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۷ مین ملاحظہ فرماوینگے۔
تو قادیانی کے اس جعل و تصرف کا مشاہدہ کرکے اسکے دجال ہونے کا کامل یقین
کرین گے۔

[عه۲] ۔ حاشیہ سابقہ مین بیان ہوا ہے کہ جو کچھ آپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا
ہے۔ اسمین دجالیت سے کام لیا ہے۔ تو اب ان سوالات کا موقع نہین رہا۔
ہمارے نزدیک اور ہر ایک محقق قائل اجماع کے نزدیک وہ دعوی درست ہے۔
اور راستی کے رنگ سے رنگین۔
عبارات فقہا و محدثین اس اجماع کے مثبت و مصدق تحریر نمبری ۸ مین
منقول ہونگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

[عه۳] ۔ یہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ خاکسار ہرگز اسبات کا قائل نہین ہے۔ کہ عہد صحابہ
کے بعد کوئی اجماع حجت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تصریح کر چکا ہے کہ اجماع باوصف
محل خلاف ہونیکے حجت ولائق اعتبار ہے حاشیہ ص ۳۰۷ ملاحظہ ہو۔

* ایسا ہی ... [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو سکتا بلکہ آپ امام احمد صاحب قول پیش کرتے ہین کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹھا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری و مسلم کی صحت پر بہی ہرگز اجماع نہین ہوا چنانچہ واقعی امر بہی ایسا ہی ہے کہ بہت سے فرقے مسلمانون کے بخاری اور مسلم کی اکثر حدیثون کو صحیح نہین سمجھتے۔ پہر جبکہ ان حدیثونکا یہ حال ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہین کہ بغیر کسی شرط کے وہ تمام حدیثین واجب العمل اور قطعی الصحت ہین۔ ایسا خیال کرنے مین دلیل شرعی کونسی ہے۔ کیا کوئی قرآن کریم مین ایسی آیۃ پائی جاتی ہے۔ کہ تمنے بخاری اور مسلم کو قطعی الثبوت سمجھنا اور سکی کسی حدیث کی نسبت

---

۵۱ - امام احمد کے اس قول سے ہمنے اپنی رضا و تسلیم ظاہر نہین کی۔ اور اسکی نقل کرنے سے جو غرض ہے وہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ مین بیان ہو چکی ہے۔

امام احمد کا یہ قول لائق تسلیم ہے تو اسکا محل وہ متعلق اختلافی اور اڑتے پڑتے اجماع ہین جنکی سند و ثبوت کا پتہ نہین نہ وہ اجماع جنکی سند و ثبوت پر اتفاق ہو۔ جیسا کہ صحت احادیث صحیحین پر اجماع ہے۔

۵۲ - یہ محض کذب ہے۔ اتفاقی احادیث صحیحین کو کوئی مسلمان (جسکے قول کا اجماع و اختلاف مین لحاظ ہو) غیر صحیح نہین جانتا اور بعض احادیث سے انکا عمل نکرنا اور وجوہات اجتہادیہ پر مبنی ہے۔ حاشیہ (صفحہ ۲۳۴) ملاحظہ ہو۔

۵۳ و ۵۴ - پہر آپنے قطعی صحت کیطرف رجوع کیا اور گیارہوین دفعہ بحث سے خروج کیا۔

قرآن کریم مین یا آنحضرت ؐ کی وصایا مین خاص بخاری و مسلم کا نام لیکر حکم بیان ہوتا تو انکی احادیث سے انکار پر انکو اور دیگر مبتدعین کو جو بخاری مسلم کو نہین مانتے قطعی کافر کہا جاتا۔

انکو اور دیگر منکرین بخاری و مسلم کو تو اس انکار کے سبب صرف فاسق مبتدع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعتراض نکرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تحریری موجود ہے
جسمین ان کتابون کو بلا لحاظ کسی شرط اور بغیر توسط محک کلام الٰہی کے واجب
العمل ٹھرایا گیا ہو۔ جب ہم اس امر مین غور کرین کہ کیون ان کتابونکو واجب العمل
خیال کیا جاتا ہے۔ تو ہمین یہہ وجوب ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے حنفیونکے
نزدیک سہبات کا وجوب ہے کہ امام اعظم صاحب کے یعنے حنفی مذہب کے تمام
مجتہدات واجب العمل ہین لیکن ایک ادنے سوچ سکتا ہے کہ یہہ وجوب شرعی
نہین بلکہ کچھ زمانہ سے ایسے خیالات کے اثر سے اپنی طرف سے یہہ وجوب گھڑا گیا
ہے جس حالت مین حنفی مذہب پر آپ لوگ یہی اعتراض کرتے ہین کہ وہ نصوص
بائنہ شرعیہ کو چھوڑ کر بے اصل اجتہادات کو محکم پکڑتے اور ناحق تقلید شخصی کی راہ
اختیار کرتے ہین تو کیا یہی اعتراض آپ پر نہین ہو سکتا کہ آپ بہی کیون

کہا گیا ہے۔ پیر آپ آیۃ یا وصیت نبوی کیون پوچھتے ہین۔
آیات قرآن اور وصایا نبویہ مین عموماً احادیث صحیحہ کے قبول کرنے کا
حکم وارد ہے۔ اور اس احادیث مین بخاری و مسلم داخل ہین۔ اس عموم کے ترک
عمل و انکار قبول سے صرف فاسق و مبتدع ہونے کا فتوے لگایا جا سکتا
ہے۔ جو آپ پر لگایا گیا ہے۔

ف ۱ علمار محققین حنفی مذہب کا یہہ قول نہین اور نہ اسپر انکا عمل ہے۔ وہ لوگ سبہی
مجتہدات حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ پر عمل نہین کرتے بلکہ انکے بعض مجتہدات چھوڑ کر
نصوص شرعیہ پر عمل کرتے ہین یا اقوال دیگر آئمہ مذہب حنفی پر۔ آپنے ناحق یہہ الزام
اہلحدیث کیطرف سے حنفیہ پر قائم کیا اور انکو اہلحدیث سے لڑانا چاہا ہے۔

ف ۲ ۔ اہلحدیث اور مقلدین مذاہب اربعہ صحیحین کی احادیث کو صحیح ماننے مین کسی نص بین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیوجہ تقلید[سلہ] پر زور مار رہے ہین حقیقی بصیرت اور معرفت کے کیون طالب نہین ہوتے ہمیشہ آپ لوگ بیان کرتے تھے[سلہ] کہ جو حدیث صحیح ثابت ہو اسپر عمل کرنا چاہئیے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چھوڑ دیا جاوے اب[سلہ] کیون آپ مقلدین کے رنگ پر تمام احادیث کو بلا شرط صحیح خیال کرتے ہین اسپر آپکے پاس شرعی ثبوت کیا ہے کہانسے امام محمد اسمعیل یا مسلم کی معصومیت[سلہ] ثابت ہو گئی ہے۔ کیا آپ اس بات کو سمجہ نہین سکتے کہ جسکو خداتعالے اپنے فضل و کرم سے فہم قرآن عطا کرے اور تفہیم آلہی سے وہ مشرف ہو جائے اور اسپر ظاہر کر دیا جاوے کہ قرآن کریم کی فلان آیۃ سے فلان حدیث[سلہ] مخالف ہے اور یہ علم اسکا کمال یقین تک پہونچ جائے تو اسکے لیے یہی لازم ہو گا کہ حتی الوسع اول

آیۃ یا حدیث کی مخالف نہین ہین - پہر انپر یہہ اعتراض تقلید مقابل نصوص بینہ (جو حنفیہ پر آپنے ناحق قائم کیا ہے) کیونکہ قائم ہو سکتا ہے - اس اعتراض کے دعوے مین آپنے (دروغ گویم برروی تو) پر عمل کیا - اور ناظرین کو دہوکہ دیا -

سلہ - یہ تقلید نہین ہے بلکہ اجماع اُمت کی پیروی ہے جو ایک دلیل شرعی ہی - حاشیہ صفحہ ۲۰۵ ملاحظہ ہو

سلہ ۲ و ۳ - احادیث صحیحین کی صحت باجماع امت ثابت ہے تو تمام احادیث صحیحین کو صحیح ماننا ہمارے اس بیان کے کہ جو حدیث صحیح ہو اسپر عمل کرنا چاہیے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چھوڑ دینا چاہیے مخالف نہین ہے - بلکہ عین مطابق و موافق ہے -

اس اعتراض مین اپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا -

سلہ ۴ - اس قول مین بہی آپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے - اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا مسلمانون نے حرف امام بخاری اور امام مسلم کو معصوم سمجھکر انکی احادیث کو صحیح نہین مانا - بلکہ تمام امت محمدیہ کو جنکا ان کتابونکی صحت پر اجماع ہے معصوم مانکر انکے اجماع کی شہادت سے ان کتابونکی احادیث کو صحیح

امت محمدیہ نے اتفاق سے معصوم مانا ہے - اور بہی

سلہ ۵ - کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی - (حاشیہ صفحہ ۲۲۸ و ۲۳۵ مین ملاحظہ ہو) اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادب کی راہ سے حدیث کی تاویل کرکے قرآن شریف سے مطابق کرے اور اگر مطابقت محالات مین سے ہو اور کسی صورت ہو نہ سکے تو بدرجہ لاچاری اس حدیث کے غیر صحیح ہونے کا قائل ہو۔ کیونکہ ہمارے لیے یہہ بہتر ہے کہ ہم بحالت مخالفت قرآن شریف حدیث کی تاویل کی طرف رجوع کرین لیکن یہہ سراسر الحاد اور کفر ہوگا کہ ہم ایسی حدیثون کی خاطر سے کہ جو انسان کے ہاتھون سے ہمکو ملی ہین۔ اور انسان کی باتون کا انہین ملنانہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے قرآن کو چھوڑ دین۔

انکو جو یہہ تفہیم ہوتی ہے کہ بعض احادیث صحیحین قرآن کے مخالف ہین تو یہہ تفہیم شیطان کیطرف سے نہ خدا کیطرف سے۔

۵۱۔ آپنے بخاری و مسلم کو غیر معصوم قرار دیکر انکی احادیث کا مخالف قرآن ہونا تجویز کرکے ان احادیث کی نسبت یہ بات کہی ہے۔ یہہ بخاری و مسلم پر آپکا (تیرہوان) حملہ ہے۔ کادیانی کو اہلحدیث جاننے والو اب ہی اُسکو اہلحدیث کہو گے؟

۵۲۔ یہہ کفر و الحاد آپ ہی کیطرف رجوع کرتا ہے جو صحیحین کو اصح الکتب مانکر پھر انکی بعض احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر انکے چھوڑنے پر مستعدی ظاہر کرتے ہین بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والے مسلمانون کے نزدیک تو انکی کوئی حدیث ایسی نہین جو قرآن کے مخالف ہو۔

۵۳۔ اس کلمہ سے کادیانی نے اپنا ملحد و دجال و منکر قرآن ہونا ثابت کیا ہے۔ قرآن بہی تو زید ابن ثابت وغیرہ انسانون کے ہاتھہ کا لکھا ہوا ملا ہے۔ لکھا لکھایا عالم بالا سے نہین اُترا۔ بناءً علیہ کادیانی کے نزدیک قرآن مین ہی انسانی باتونکا ملنا نہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے۔ پھر اُسکا بار بار قرآن کریم کیطرف رجوع کرنا اور یہہ لفظ زبان پر لانا مسلمانون کے بہکانے کے لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ تفہیم الٰہی میرے شامل ہے۔ اور وہ عز اسمہ جسوقت چاہتا ہے بعض معارف قرآنی میرے پر کھولتا ہے اور اصل منشاء بعض آیات کا معہ انکے ثبوت کی میرے پر ظاہر کرتا ہے اور میخ آہنی کیطرح میرے دل کے اندر داخل کر دیتا ہے۔ اب مین اس خداداد نعمت کو کیونکر چھوڑ دون اور جو فیض بارش کیطرح میرے پر ہو رہا ہے کیونکر اس سے انکار کرون۔ اور یہہ بات جو آپنے مجھسے دریافت فرمائی ہے کہ ابتک کسی حدیث بخاری یا مسلم کو مینے موضوع قرار دیا ہے یا نہین۔ سو مین آپ کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث بخاری یا مسلم کو ابھی تک

ایک جال نہین تو اور کیا ہے۔

مسلمانون خدا کے لیے داد انصاف دو اور بتاؤ کہ اس کلمہ کے کہنے کے بعد کادیانی مسلمان مسلم و مصدق قرآن رہتا ہے۔؟

۵۱ — مین آپکو یقین دلاتا ہون اور خود یقین رکھتا ہون جسپر مین قسم کہانیکو تیار ہون کہ خذلان کا پکا شامل حال ہے اور شیطان آپ پر مسلط ہے وہی اس قسم کے ملحدانہ خیال آپکے دلمین ڈالتا رہتا ہے۔ خداتعالے کی تفہیم اور اسکا الہام والقا آپ جیسے شخص کے حق مین احاطہ امکان سے خارج ہے۔ خداتعالے نے قرآن مین قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جھوٹے بدکارون کے پاس شیاطین آتے اور وہی انکے دلمین ایسی باتین القا کرتے ہین۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)

ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم (شعراء ع ۹)

کہ شیاطین اپنے دوستونکے دلمین (ایسے ملحدانہ) خیال ڈالتے ہین تاکہ وہ مسلمانون سے لڑین اور جھگڑین۔

اور ارشاد فرمایا۔ مین بتاؤن کہ شیطان کن لوگونپر نازل ہوتے ہین وہ ان لوگونپر اترتے ہین جو بڑے جھوٹے ہین اور بدکار۔

© rasailojaraid.com

۵۳ کفر کی منہ اور وساوس شیطانی کی بارش ہے

© rasailojaraid.com

موضوع قرار نہین دیا بلکہ اگر کسی حدیث کو مینے قرآن کریم سے مخالف پایا ہے تو خدا تعالیٰ نے تاویل کا باب میرے دلپر کہولدیا ہے اور آپ نے یہہ سوال جو مجھ سے کیا ہے کہ صحت احادیث کا معیار ٹہرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے میری اسکو جواب مین یہہ عرض ہے کہ اس بات کا بار ثبوت میرے ذمہ نہین بلکہ مین تو ہر یک ایسے شخص کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے خواہ وہ گذر چکا ہے یا موجود ہے اسی اعتقاد کا پابند جانتا ہون کہ وہ احادیث کے پرکہنے کے لیے قرآن کریم کو میزان اور معیار اور محک سمجہتا ہوگا کیونکہ جسحالت مین قرآن کریم خود یہ منصب اپنے لیے تجویز فرماتا ہے اور کہتا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون اور فرماتا ہے قل ان ہدی اللہ ہو الہدیٰ

---

۱ ۔ بہت سی احادیث صحیحین کو آپ موضوع کہہ چکے ہین بتن ص ۔ ص ۳۲۲، ۳۲۳ ملاحظہ ہو۔

۲ ۔ یہہ آپ نے عجیب طریق اختیار کر رکہا ہے ۔ جس دعویٰ کا ثبوت نہ دے سکے اُس دعویٰ کو بدیہی واتفاقی ومسلم کل بنادیا ۔ اور بارِ ثبوت اپنے اوپر سے ٹلا دیا ۔ اس طریق کا ابطال یہہ ہے کہ یہہ ادعا آپ کا محض دروغ ہے ۔ آپکے خصم کو اس قسم کے دعویٰ مین یہہ کلام ہے کہ کوئی مسلمان ان باتونکا قائل نہین ۔ پس آپکا فرض ہے کہ آپ کوئی قائل بتائین ورنہ دروغ گو سمجہین جاینگے ۔

قرآن کریم بے شک بلاریب مسلمانونکے نزدیک بڑیت ہی حبل اللہ ہے ۔ قول فصل ہے ۔ اور جو کچہہ اسکے شان مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اُسپر مسلمانون کا ایمان ہے مگر کسی آیۃ قرآن مین یہہ بیان نہین ہوا کہ قرآن مجید صحت احادیث صحیحہ کا معیار و محک ہے ۔ اور جس حدیث کا مضمون قرآن کریم کے موافق نہو وہ حدیث لائق تسلیم نہین ہو ۔ حاشیہ ص وص ۲۹۲ ملاحظہ ہو ۔

۳ ۔۔ ان آیات کا ترجمہ ص ۲۹۳ مین گذر چکا ناظرین اسکو ملاحظہ کر دیکہین کہ ان آیات کو کادیانی کے اس دعویٰ سے کہ حدیث صحیح کی صحت کا محک قرآن ہو کیا تعلق ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور فرماتا ہے فاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا اور فرماتا ہے ھدی للناس و بینات من الھدیٰ اور فرمایا ہے انزل الکتاب بالحق والمیزان اور فرماتا ہے انہ لقول فصل لاریب فیہ تو پھر اسکے بعد کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثوں کے لیے حکم مقرر نکرے۔ اور جبکہ وہ خود فرماتا ہے۔ کہ یہہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق و باطل کی شناخت کے لیے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا ایمانداری ہوگی کہ ہم خدا تعالےٰ کے ایسا فرمودہ پر ایمان نہ لا دین۔ اور اگر ہم ایمان لاتے ہین تو ہمارا ضرور یہہ مذہب ہونا چاہیے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر یک قول کو قرآن کریم پر عرض کرین[ملہ] تاکہ ہمین معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوۃ وحی سے نور حاصل کرنیوالے ہین جس سے قرآن نکلا ہے یا اسکے مخالف ہین سو چونکہ مومن کے لیے یہہ ایک ضروری امر ہے کہ قرآن کریم کو احادیث کا حکم مقرر کرے اسلیے ثبوت اس بات کا کہ سلف صالحین نے قرآن کریم کو حکم مقرر نہین کیا آپ کے ذمہ ہے نہ میرے[ملہ] ذمہ۔

اسجگہ مجھے یہہ افسوس ہے کہ آپ قرآن کریم کا مرتبہ بخاری اور مسلم کے مرتبہ[ملہ] کے برابر

ملہ۔ اس عرض کا قرآن یا حدیث مین کہین حکم نہین اور اسبات مین جو حدیث تحریر نبری ہین آپنے نقل کی ہے وہ موضوع ہے اور اس عرض و موافقت مضمون قرآن سی صحت حدیث ثابت نہین ہو سکتی ہے۔ بعض موضوعات کا مضمون بھی قرآن کے موافق ہوتا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۷ مین ملاحظہ ہو۔

ملہ۔ یہان بھی آپنے وہی طریق اختیار کیا ہے کہ جو دعوے ثابت نہوا تو اوسکو مسلم کل کا قرار دیا اور اسکو بار ثبوت کو ٹلایا۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۴ ملاحظہ ہو۔

ملہ محض کذب ہے اور صریح بہتان اہلحدیث صحیح بخاری کا رتبہ صحت رتبہ کتاب اللہ کے بعد مانتے ہین نہ اسکے برابر اور کسی حدیث غیر صحیحین کو صحیحین کے مخالفت کی سے غیر صحیح

صفحہ آئندہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اگر کوئی حدیث کسی کتاب کی بخاری اور مسلم کی کسی حدیث سے مخالف اور مباین پڑے اور کسی طور سے تطبیق نہ ہو سکے تو آپ صاحبان بلا توقف لکھ دیتے ہیں کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ مگر کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ یہہ مذہب قرآن کریم کی نسبت آپ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔

اور اجماع کی نسبت جو آپنے دریافت فرمایا ہے تو مین تو پہلے ہی عرض کر چکا کہ ابن صیاد جو مسلمان ہوگیا تہا بیان کرتا ہے کہ لوگ سبھی مجھے ایسا کہتے ہین اسکی شہادت مین کوئی استثنا نہین جس سے سمجھا جاتا ہے کہ عام طور پر صحابہ کا یہی خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے ماسوا اسکے حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کا یہہ مذہب ہوگیا تہا کہ حقیقت مین ابن صیاد ہی دجال معہود ہے اسصورت مین دوسرے صحابیونکا خاموش رہنا صریح اسبات پر دلیل ہے کہ وہ اس مذہب کو مان چکے ہین۔ اور اگر انکی طرف سے کوئی مخالفت اور انکار ہوتا تو ضرور وہ انکار ظاہر ہو جاتا۔ پس صحابہ کے اجماع کے لیے اسی قدر کافی ہے بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہا کر بیان کرنا کہ درحقیقت ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔

قرار نہین دیتے۔ بلکہ اس حدیث کی صحت ثابت ہو تو اسکو حدیث صحیحین کیموافق کرتے اور انہین باہم تطبیق دیتے ہین۔ اپنے جو کچہ اسبات میں کہا ہے اسمین اقرار کر کے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔

۳۱۲ و ۳۱۳ اسبات مین بہی آپنے جو کچہ کہا ہے محض کذب بے مغالطہ ہے۔ نہ تمام صحابہ نے یہ کہا ہے کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اور نہ دوسرے صحابہ نے اسپر سکوت کیا۔ اور نہ حضرت عمر رضی عنہ نے ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر قسم کہائی نہ حضرت نے اسپر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۲۳۶ مین ملاحظہ ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صریح دلیل اجماع پر ہے۔ کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ سے اکیلے نہین ہوتے تھے اور غالبًا جسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی ہوگی اسوقت بہت سی جماعت صحابہؓ کی موجود ہوگی۔ پس انکی خاموشی صریح اجماع پر دلیل ہے۔

پہر آپنے بیان فرمایا ہے کہ شرح السنہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے سو حضرت اسکے جواب مین اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ آپ لوگون کے نزدیک تو صحابی کا قول بھی ایک قسم کی حدیثؔ ہوتی ہے گو منقطع ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین کرسکتا اور ڈرنے کی بات ایک ایسی بات ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً یا صراحۃً

سلہ۔ جماعت صحابہ کی خاموشی کا جواب۔ تو حاشیہ سابق مین دیا گیا ہے۔ ایک جماعت کی سکوت یا انفاق کا اجماع نہونا۔ حاشیہ صـ۲۸۶ مین بیان ہوا ہے۔

سلہ۲۔ دیکہو دجّال کی چال۔ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قولی حدیث کا کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجّال معہود ہونے سے ڈرتا ہون" جسکو آپنے آنحضرت صلعم پر افترا کیا تہا یہ پتہ پوچہا تہا۔ آپنے اسکے جواب مین جابر بن عبداللہ صحابی کے اس قول کو کہ "آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے" شرح السنہ سے نقل کردیا۔ جسپر ہمنے یہہ سوال کیا تھا کہ یہہ آنحضرت صلعم کا قول نہین ہے۔ اسکے جواب مین اب آپنے کہا ہے کہ "صحابی کا قول بہی ایک قسم کی حدیث ہوتی ہے۔ اور غرم دہیا کو کام مین لاکر یہہ خیال نہ کیا کہ مطلق حدیث سے یا ہر قسم کی حدیث سے سوال نہ تھا۔ بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان نہ فرماتے تو صحابی کی کیا مجال تھی کہ خود بخود آنجناب پر افترا کر لیتا۔ بلاشبہ اسنے سنا ہوگا تب ہی تو اوسنے ذکر کیا سو جو کچھ اسنے سنا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے ظاہر نہین کیا۔ لیکن ایک بچہ کو بہی سمجھ آسکتا ہے کہ اسے ضرور سنا تب ہی بیان کیا پس ظاہر ہے کہ یہ افترا نہین بلکہ بیان واقعہ ہے۔ کیا آپ اس صحابی پر حسن ظن نہین رکھتے اور یہ خیال رکھتے ہین کہ بغیر سننے کے اسنے کہدیا۔

آپ فرماتے ہین کہ اس نے خیال ظاہر کیا مین کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مافی الضمیر پر اسکو کیا علم تہا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً یا صراحتًا آپ ظاہر نفرماتے۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ مینے اشاعت السنہ مین محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے۔ اور آخر مین مینے لکھدیا ہے کہ ہم الہام کو حجت اور دلیل نہین جانتے۔ اسکے جواب مین باادب ملتمس ہون کہ آپ اگر اس قول کے مخالف ہوتے

سوال تہا۔ اور ہر ایک قسم کی حدیث تو موضوع حدیث ہی ہوتی ہے۔ پہر اس سوال کے جواب مین یہی کہا ہوتا کہ گو وہ حدیث جہ...ے بیان کی وضعی اور ہماری بناوٹی ہے۔ مگر آخر یہہ بہی تو ایک قسم کی حدیث ہے۔

سلہ ۔ افترا کون کہتا ہے۔ صحابی جابر بن عبد اللہ نے آنحضرت ؐ کی خوفناک حالت کو دیکہا تو اس سے سمجھ لیا کہ آپ اسکے دجال ہونے سے ڈرتے ہین اور یہ کلمہ فرما دیا کہ آپ اسکی دجال ہونے ڈرتے تہے۔ آنحضرت ؐ کیطرف تو انہون نے کوئی قول منسوب نہین کیا پہر افترا کیونکر ہوا حاشیہ صـــ ۳۰۳ ملاحظہ ہو۔

سلہ ۲ و ۳ ۔ حسن ظن رکھتے ہین تب ہی تو یہ تجویز کرتے ہین کہ اسنے آنحضرت ؐ کی حالت خوف کو دیکہا تو اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ اس سے ڈرتے تہے۔

سلہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو کیون ناحق اسکا ذکر کرتے۔

غایت کار آپ کی کلام مین تناقض ہوگا کیونکہ اول صاف تسلیم کر آئے ہین کہ الہام ملہم کے لیے حجت شرعی کے قائمقام ہوتا ہے علاوہ اسکے آپ تو صاف طور پر مان چکے ہین بلکہ بحوالہ حدیث بخاری بتصریح بیان کر چکے ہین کہ الہام محدث کا شیطانی دخل سے منزہ کیا جاتا ہے ماسوا اسکے مین اسبات کے لیے آپکو مجبور نہین کرتا کہ آپ الہام کو حجت سمجھ لین۔ مگر یہ تو آپ اسی ریویو مین خود تسلیم کرتے ہین کہ ملہم کے لیے وہ الہام حجت ہوجاتا ہے سو میرا دعوی اسی قدر سے ثابت ہے مین

۵۔ ناحق کیون۔ جس غرض سے ہمنے وہ قول نقل کیا ہے وہ ہم صفحہ ۲۹۰ مین بیان کر چکے ہین۔ لہذا اسکی نقل کرنے سے اسکے مضمون سے اتفاق ثابت نہین ہوتا۔

۲ و ۳ و ۴ و ۵۔ اس آخری کلام مین بہی کادیانی نے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

یہان بحث وسوال اس امر کا نہ تہا کہ الہام غیر نبی حجت ہے یا نہین۔ جسکا یہ کلام جواب ہوسکتا۔ خاکسار کا سوال تو یہہ تہا کہ ہمنے شیخ اکبر کے اس قول کو کہ کشف کے ذریعہ سے بعض احادیث موضوع اور بعض غیر صحیح ٹہیر سکتی ہین " مؤلف اشاعۃ السنہ نے کب صحیح تسلیم کیا۔ اور اسکی نسبت اپنا توافق رائے کہان ظاہر کیا ہے" اسکا جواب اپنی تحریری نمبری (۵) مین یہہ دیا تہا۔ کہ آپکے نزدیک وہ قول لائق تسلیم نہوتا تو اسکو کس غرض سے نقل کیا جاتا۔ اسکا جواب تحریر نمبری (۶) مین خاکسار نے یہ دیا کہ اس قول و نقل سے جو غرض ہے وہ اشاعۃ السنہ ۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی آپکو مجبور کرنا نہین چاہتا۔

۲۱۔ جنوری غلام احمد بقلم خود سنہ ۹۱ء ۶ .

جلد (۷) صـ مین بیان ہو چکی ہے۔

اور اس صفحہ مین اس قول کے مضمون سے ہمنے اپنا خلاف صاف طور پر ظاہر کردیا اور کہدیا ہے کہ ہم الہام غیر نبی کو حجت و دلیل شرعی نہین جانتے جسکو کادیانی نے اس مقام مین نقل کیا ہے لہذا اسکے جواب مین کادیانی کا آپ ان امور کو تسلیم کرنا کہ (۱)۔"اس قول سے آپ مخالف ہوتے تو اسکو نقل کیون کرتے۔ (۲)۔ اور الہام آپکے نزدیک ملہم کے حق مین تو حجت ہے۔ (۳)۔ اور محدث کا الہام دخل شیطانی سے منزہ ہے۔ (۴)۔ اور میرے لیے یہی کافی ہے۔ (۵) آپ کو مین اس بات کے لیے مجبور نہین کرتا" سوال و جواب متنازع فیہ سے کوئی تعلق نہین رکھتا۔ اور یہ تحریر دجالی و جال ہے (جس سے سائل کو اسکا سوال بہلا دینا۔ اور اصل متنازعہ فیہ کو چھوڑ کر دوسری طرف لیجانا مقصود ہوتا ہے۔) اور کچھ نہین ہوسکتا۔ ان امور سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ مولف اشاعۃ السنہ نے الہام کے ذریعہ احادیث صحیحہ کے موضوع اور موضوعہ کے صحیح ہو سکنے کو رسالہ مین تسلیم کیا ہے۔ اور اسیکو ثبوت کا کادیانی مطالبہ ہوتا۔

انتباہ

کادیانی کی تحریری نمبری ۶ ختم ہوئی۔ اس تحریر کو معہ اسکے نوٹون اور حواشی کی ناظرین توجہ سے پڑہینگے تو یقین کرینگے کہ اس تحریر مین بہی کادیانی نے اُن دو پُرانی باتون خارج از بحث سے کہ (۱) جس حدیث کا مضمون قرآن کے مخالف ہوگا وہ صحیح ولائق قبول نہین اور (۲) حدیث صحیح بہی ہو تو وہ رتبہ صحت مین قرآن کے برابر نہین اور کچھ نہین کہا۔ اور ہمارے اس سوال کا کہ بخاری مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہین یا غیر صحیح یا مختلط کوئی قطعی اور صاف جواب نہین دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریر نمبر ہفتم از جانب خاکسار

مین افسوس کرتا ہون کہ آپنے پھر بہی میرے سوال کا جواب صاف الفاظ مین نہین دیا۔

آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ مین آپسے ان کتب کی صحت تسلیم کرانا چاہتا ہون اور آپ اس تسلیم کو صحیح نہین سمجھتے بلکہ اسکو ایک غلط اصول وضعی وخیالی اجماع پر مبنی قرار دیتے ہین۔ پہر صاف الفاظ مین کیون نہین کہتے کہ صحیحین کی جملہ احادیث بلا وقفہ و نظر واجب التسلیم اور صحیح نہین ہین بلکہ اسمین موضوع یا غیر صحیح احادیث موجود ہین یا انکے موجود ہونے کا احتمال ہے جب تک آپ ایسے صریح الفاظ مین اس مطلب کو ادا نکرینگے اس سوال کے جواب سے سبکدوش نہونگے خواہ برسون گزر جائین۔

آپ حدیث ان من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ کو پیش نظر رکھکر خارج از سوال باتون سے تعرض کرنا چھوڑ دین اور دو حرفی جواب دین کہ صحیحین کی حدیثین سب کی سب صحیح ہین یا موضوع ہین یا مختلط ہین۔

(۲)۔ آپ فرماتے ہین کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث صحیح بخاری و مسلم کو موضوع نہین کہا (لفظ موضوع آپکے کلام مین غیر صحیح کے معنو مین مستعمل ہوا ہے۔ اور غیر صحیح بمعنے موضوع)

ؔ اسوجہ سے آپکا بعض احادیث کو ضعیف کہنا موضوع کہنے کی مانند ہے۔ اور بعض احادیث کی نسبت تو آپنے صاف اور صریح لفظ موضوع استعمال کیا ہے چنانچہ متن مین اسکی تفصیل ہے اور حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۱۱۲ و ۱۴۳ مین بعض تمثیلات گذر چکی ہین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہہ امر کمال تعجب کا موجب ہے کہ آپ جیسے مدعیان الہام ایسی بات خلاف واقعہ کہین آپنے رسالہ ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۰ - مین دمشقی حدیث کی نسبت کہا ہے یہہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکھی ہے - جسکو ضعیف سمجھکر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے اب انصاف سے فرماوین کہ اس حدیث صحیح مسلم کو آپنے ضعیف قرار دیا ہے یا نہین اور اگر آپ یہ عذر کرین کہ مین صرف ناقل ہون اسکو ضعیف کہنیوالے امام بخاری ہین تو اب تصحیح نقل کرین اور صاف فرماوین کہ امام بخاری نے فلان کتاب مین اسکو ضعیف قرار دیا ہے یا کسی اور امام محدث سے نقل کرین کہ انہون نے امام بخاری سے اس حدیث کی تضعیف نقل کی ہے ورنہ آپ اس الزام سے بری نہین ہو سکینگے کہ آپنے صحیح مسلم کی حدیث کو ضعیف قرار دیا اور پھر اس اپنی تحریر مین اس سے انکار کیا - اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۶ مین آپ فرماتے ہین اب بڑے مشکلات یہہ پیش آتے ہین کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی اون حدیثون کو صحیح سمجھین جو دجال کو آخری زمانہ مین اوتار رہے ہین تو یہ حدیثین موضوع ٹھیرتی ہین اور اگر ان حدیثون کو صحیح قرار دین تو پہر اونکا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے - اور اگر یہہ تعارض و تناقض حدیثین صحیحین مین نہوتین صرف دوسرے صحیحون مین ہوتین تو شاید ہم ان دونو کتابونکی زیادہ تر پاس خاطر کرکے اون دوسری حدیثون کو موضوع قرار دیتے مگر اب مشکل تو یہ آپڑی کہ ان ہی دونو کتابونمین یہ دونو قسم کی حدیثین موجود ہین اب جب ہم ان دونو قسم کی حدیثون پر نظر ڈالکر اب حیرت مین پڑجاتے ہین کہ

۳۰۱ و ۳۰۲ صفحہ بندہ - ان الفاظ کو ناظرین توجہ سے ملاحظہ فرماوین اور داد انصاف دین کہ کہا کا دیانی احادیث صحیحین کو موضوع وغیر صحیح وضعیف جسکو اوسنے موضوع کے قائم مقام استعمال کیا ہے - نہین کہتا -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کس حدیث کو صحیح سمجھین اور کسکو غیر صحیح تب ہمکو عقل خداداد یہہ طریق فیصلہ کا بتاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچھ اعتراض نہین اونہین صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے مسلم کی اس حدیث کو جسمین یہہ بیان ہے کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوگا (جو صفحہ ۱۰۵۶ بخاری مین بھی مروی ہے) یہہ کہکر اوڑا دیا ہے کہ یہہ حدیث مسلم کی اوس حدیث کے برخلاف ہے جسمین یہہ وارد ہے کہ یہہ دجال مشرف باسلام ہوچکا تہا۔ ایسا ہی آپنے صحیحین کی اون احادیث کو اوڑا دیا ہی جن مین دجال کے ان خوارق کا بیان ہے کہ اوسکے ساتھ بہشت اور دوزخ ہونگے اور اوسکے کہنے سے زمین شجرسرسبز ہوجائیگی وغیرہ وغیرہ پہر آپکا اس مقام مین یہہ کہنا کہ مینے صحیحین کی کسی حدیث کو موضوع یا غیر صحیح قرار نہین دیا اور ان احادیث کے صحیح معنے بیان کرنے مین خداتعالے میری مدد کرتا ہے خلاف واقعہ نہین تو کیا ہے۔

آپ صحیحین کی حدیث کو موضوع جانتے ہین اور ساقط الاعتبار سمجہتے ہین پہر اس اعتقاد کو جو طولانی تقریرون اور ملمع سازیون سے چھپاتے ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ جن باتون کو آپ چھاپ چکے ہین وہ کب چھپتی ہین۔

۳۔ آپ لکھتے ہین کہ قرآن کو حدیث کا معیار صحت ٹھراتے ہین امام کی نشان دہی کا بار ثبوت آپکے ذمہ نہین ہے اور یہہ دعوی کرتے ہین کہ ہر ایک مسلمان احادیث کی تصحیح کا معیار قرآن کو سمجھتا ہے۔ مین آپکے اس دعوے کا بھی منکر ہون اور یہہ کہہ سکتا ہون کہ کوئی مسلمان جنکے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے اس بات کا قائل نہین آپ کم سے کم ایک مسلمان کا علماے سلف سے نام لین جو آپکے خیال کا شریک ہو اور اگر باوجود ان دعاوی کے آپ پر بار ثبوت نہین ہے تو آپ یہہ امر کسی منصف

سے ۲ حاشیہ سابقہ ملاحظہ ہو۔ اور متن ص ۳۲۱

سے ۳ ۔ صفحہ (۳۱۴) و (۳۱۵) ملاحظہ ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کہلا وین آسمانی کتاب مین جو آیات آپنے نقل کین ہین
اونکو آپکے دعاوی سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اسکی تفصیل جواب تفصیلی مین ہو گی۔
انشاء اللہ تعالے۔

۴۔ اجماع کے باب مین میرے کسی سوال کا آپنے جواب نہین دیا براہ مہربانی
میرے سوال پر نظر ثانی کرین اور ان باتونکا جواب دین کہ اجماع کی تعریف جو آپنے
لکہی ہے کس کتاب مین ہے اور بعض صحابہ کے اتفاق کو کون شخص اجماع سمجہتا ہے
سکوت کل کا جو آپنے دعوے کیا ہے یہہ بہی محتاج نقل و ثبوت ہے۔ آپ بہ نقل
صحیح ثابت کرین کہ حضرت عمر رض وغیرہ نے ابن صیاد کو دجال[۱] کہا تو اُسوقت جملہ اصحاب
یا فلان فلان موجود تھے اور انہون نے اوسپر سکوت کیا یا وہ قول جس صحابی کو پہنچا
اوسنے انکار نہ کیا یہہ بات صرف "غالباً" اور "ہونگے" کے الفاظ سے ثابت نہین ہوسکتی
ایسے دعاوی عظیمہ مین ائمہ نقل سے نقل درکار ہے نہ صرف تجویز عقل۔ اجماع کے باب مین
جو کچہ ائمہ سے منقول ہے وہ آپکی تحریر مین موجود[۲] ہے۔ پہر تعجب ہے کہ اوسپر آپکی توجہ نہوئی
اور صرف اٹکل سے اپنی کار براری کی۔

۵۔ مضمون حدیث شرح السنۃ کے متعلق آپنے بڑے زور سے دعوے کیا تہا کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے سے خوف
کرتا ہون۔ اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت عمر رض کو فرمایا ہے کہ ہمین اسکے حال مین ابہی اشتباہ ہے یعنے اوسکے دجال
ہونے کا ہمکو خوف ہے ان اقوال کا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً قائل قرار
دیا ہے۔ اب آپ یہہ کہتے ہین کہ صحابی نے آنحضرت سے سنا ہو گا تب ہی آنحضرت کی

[۱]۔ قطع نظر اس امر سے کہ انہون نے ابن صیاد کو صرف دجال کہا تہا نہ دجال موعود و معہود۔

[۲]۔ حاشیہ و متن صفحہ ۲۰۶ و صفحہ ۲۰۷ ملاحظہ ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرف اس امر کو منسوب کیا کہ آپ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے۔ اب انصاف کو اور صدق و دیانت کو پیش نظر رکھکر فرماوین کہ احتمال موجب یقین ہو سکتا ہے؟ کیا یہ امکان نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان معاملات سے جو ابن صیاد کی نسبت آپ سے بارہا وقوع مین آئے۔ جیسے اوسکا امتحان کرنا یا چھپ کر اُسکی حالات معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ جنکا صحیحین مین ذکر ہے اوس صحابی کو یہہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دجال سمجھتے تھے اس امکان و احتمال کے ساتھہ جو حسن ظنی بحق صحابی پر مبنی ہی کیا یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اوس صحابی نے آنحضرت صلعم کو وہ باتین کہتے ہوئے سُنا جو آپنے برخلاف واقعہ آنحضرت کیطرف منسوب کین اور کیا بلا حصول یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون اقوال کا قائل قرار دینا اور بلا کھٹکا یہ کہدینا کہ آپ ایسا فرماتے تھے۔ جائز ہے؟ اور مسلمانان سلف سے یہ امر وقوع مین آیا ہے؟ آپ کم سے کم ایک مسلمان کا نام بتادین جس سے یہ جرأت ہوئی ہو۔

۶- آپ لکھتے ہین کہ قول ابن عربی کے آپ مخالف ہوتے تو کیون ناحق اوسکا ذکر کرتے اور اُسکے ذکر سے آپکے کلام مین تناقض پیدا ہوتا ہے۔ آپکا یہہ مفہوم میری عبارت کی صریح منطوق کے جو مینے نقل کی ہے برخلاف ہی۔ لہذا لائق لحاظ و التفات نہین ہے لہذا وہ آپکو الزام مذکور سے بری نہین کر سکتا اور نہ میری وہ تصریحات جو مینے محدث کی نسبت کین ہین آپکو اس الزام سے بری کر سکتی ہین میری کسی تصریح یا کلام مین ابن عربی کے قول کی تصدیق و تائید پائی نہین جاتی اور میرا صریح اظہار کہ مین الہام غیر نبی کو حجت نہین سمجھتا اور کتاب و سنت کا پیرو ہون نہ کسی الہامی کشفی کا مقلد صاف شاہد ہے کہ آپنے مجھپر افترا کیا ہے۔ رہا الزام تعارض و اظہار خلاف عقیدت سو اسکا جواب اوسی صفحہ اشاعۃ السنۃ مین موجود ہے۔ کہ مینے ان اقوال ابن عربی وغیرہ کو اس غرض سے نقل کیا ہے کہ الہام کو حجت ماننے مین صاحب

۵۱- احتمال جو آپ کے لفظ "ہوگا" کا مفہوم ہے۔

۵۲- کہ صرف احتمال سے کہ آنحضرت کو امر محتمل کا قائل نہادیا ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

براہین متفرد نہین ہی اور یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکھا نہین جسکا کوئی قائل نہو۔ جس سے صاف ثابت ہی کہ میٹر ان اقوال کو نقل کرنے سے صاحب براہین کو تفرد سے بچانا چاہتا تھا نہ یہہ جتانا کہ مین بھی ایسے الہاموں کو لائق سند سمجھتا ہون۔

آپکی تحریرات مین بہت سے مطالب زائد اور خارج از بحث ہوتے ہین جنسے مین عمداً تعرض نہین کرتا اون سے تعرض اوس تفصیلی جواب مین کرونگا جو بعد طے ہونے امور مستفسرہ کے قلم مین لاؤنگا بالفعل ہین آپکو پہر اپنے سوالات سابقہ کیطرف توجہ دلاتا ہون کہ آپ براہ مہربانی بنظر حفظ اوقات فریقین میرے سوالات کا صاف اور مختصر الفاظ مین جواب دین اور زائد باتونکی طرف توجہ نکرین مین بنظر آپکی رفع تکلیف کی پہر اپنے سوال کا خلاصہ بیان کرتا ہون۔ **اول** آپ صراحت کی ساتھہ کہین جملہ احادیث صحیحین صحیح اور واجب العمل ہین یا جملہ غیر صحیح اور موضوع یا مختلط ہین اور ابتک آپنے کسی حدیث صحیحین کو موضوع یا ضعیف نہین کہا۔

دوم۔ قرآن کو صحت احادیث کا معیار ٹھہرانے مین جملہ مسلمان آپکے ساتھہ ہین یا کوئی امام ائمہ سلف سے

سوم۔ اجماع کی تعریف اور یہہ امر کہ چند صحابہ کا بالاتفاق شرعاً اجماع کہلاتا ہی یا اور حضرت عمرؓ وغیرہ کے ابن صیاد کو دجال[1] کہنے کیوقت جملہ اصحاب موجود تھے یا فلان فلان اور اسپر اونہون نے سکوت کیا اور یہہ سکوت فلان فلان ائمہ حدیث نے نقل کیا۔ **چہارم**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ آنحضرت کیطرف کوئی حکم یا خیال منسوب نکرتے جبتک کہ وہ آپسے سن[2] نلیتے۔ اور آنحضرت ص کی وقائع اور قضایا سے کوئی امر استنباط کرکے آنحضرت کی طرف منسوب نکرتے جیسے بعض صحابہ سے منقول ہے۔

قصیٰ

---

[1] دجال بھی وہ جو موعود ہے۔ کیونکہ اسی سے ہمکو انکار ہے۔ چنانچہ ص ص مین کہا گیا ہے۔ اسیوجہ سے یہان بہ اس سے تعرض نہین ہوا۔

[2] یعنے آپکا قول۔

© rasailojaraid.com